# بدل گئے موسم

شازیہ مصطفیٰ

# بدل گئے موسم............شازیہ مصطفیٰ

''نگہم! اس میں اتنا رونے کی کیا بات ہے؟'' جوہی نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو دونوں گھٹنوں کو سکیڑے بیٹھی رو رہی تھی۔
''جب میرا دل نہیں چاہ رہا تو تم کیوں ضد کر رہی ہو۔'' اس نے اپنی متورم آنکھیں اٹھائیں۔ اسے بس یہی تو کمپلیکس رہتا کہ جوہی کے مقابلے میں کم شکل ہے۔
''تم فضول ضد پالے بیٹھی ہو۔ تمہارے آنے جانے سے کوئی باتیں بنانا نہیں چھوڑ دے گا۔ لوگوں کا جو کام ہے۔ وہ کریں گے۔'' وہ جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی۔ پچھلے ایک گھنٹے سے اسے اپنی نند کی شادی میں لے جانے کی کوشش کر رہی تھی مگر نگہم کی ایک ہی رٹ تھی کہ مجھے نہیں جانا۔
''پلیز جوہی! مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔'' کتنی حساس ہوگئی تھی۔ جوہی تاسف بھری نگاہوں سے کول سے جذبات رکھنے والی اپنی بہن کو دیکھنے لگی۔
''تم کیا سمجھتی ہو۔ میں تمہارا پیچھا چھوڑ دوں گی۔ کبھی نہیں۔ امی ابو کو رات دن تمہاری فکر رہتی ہے۔''
''کیوں رہتی ہے۔ نہیں فکر کریں۔ عمر جب بڑھ جاتی ہے تو پھر ان لڑکیوں کی شادی نہیں ہوتی۔ پھر ایک منگنی شدہ لڑکی کو کوئی قبول نہیں کرتا ہے۔'' وہ پھٹ پڑی۔
''یہ تم غلط سوچتی ہو۔'' نرم سے لہجے میں جوہی بولی۔
''میں جو سوچتی ہوں۔ تمہیں بتا دیا۔ اس لیے پلیز جوہی تم مجھے سمجھانے کی کوشش مت کرو۔ تمہاری شادی اگر مجھ سے پہلے ہوگئی ہے۔ تو یہ مت سمجھو کہ مجھ سے بڑی ہوگئی ہو۔ رہو گی مجھ سے چھوٹی ہی۔'' وہ چہرہ صاف کرتی تیزی سے بیڈ سے اٹھی اور واش روم میں چلی گئی۔ عصر کی اذان کی آواز اس کے کانوں میں آئی۔ وہ وقت پر نماز ادا کرنے کی عادی تھی۔ اس کی اس عادت سے سب واقف تھے۔
''لیکن تم بھی یہ مت بھولو کہ شادی نہیں تمہیں کرنی ہے اور ہو گی۔'' جوہی کا لہجہ پریقین اور وثوق بھرا تھا۔ وہ خود اس کے لیے فکرمند رہتی تھی کہ اس کی نازک سی بہن کو کوئی سچا اور مخلص جیون ساتھی ملے۔ یہی سوچ کر وہ اسے بلانے آئی تھی کہ کم از کم اس کی نند ماریہ کی شادی میں شرکت کرلے۔ رمیز نے ذکر کیا تھا کہ اس کا کوئی دوست ہے۔ اسے نگہم کو دکھا دیں گے۔ لیکن یہ بات اس نے نگہم سے کہہ دی۔ وہ تو ہتھے سے اکھڑ گئی تھی۔
دو سال پہلے ہی تو نگہم کی منگنی ابو کے دوست کے بیٹے سے ہوئی تھی۔ وہ بھی ان کی زبردستی سے۔ جوہی کو اور امی کو تو عمیر ذرا پسند نہ تھا۔ سب سے بڑھ کر عمیر کی ماں کا رویہ ذرا اچھا نہ لگا تھا جو نگہم کے بجائے جوہی کو اہمیت دیتی تھیں۔ جوہی کی اس وقت نہ منگنی ہوئی تھی نہ شادی۔ پھر ایک دن خود عمیر نے جب باقاعدہ اپنی منگنی پر جوہی دیکھا تو اس دن سے اس کا رویہ اکھڑ سا ہو گیا۔ امی کو ذرا بھی اہمیت دے کر بات نہ کرتا تھا۔ گھر میں بلاوجہ فون کرتا اور جوہی سے باتیں کرنے کی کوشش کرتا۔ نگہم بے چاری دل پر پتھر رکھ کر دیکھ رہی تھی۔ اپنی کم مائیگی پر خوب آنسو بہاتی مگر ظاہر نہیں کرتی تھی۔ اور پھر ایک دن اچانک ہی عمیر نے یہ کہہ کر منگنی توڑی کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔

☆☆☆

''جوہی جوہی۔'' نگہم نے آواز دی جو خیالوں میں گم تھی۔ ایک دم چونک گئی کیوں کہ ننھی مریم روتی ہوئی اٹھ گئی تھی۔ وہ نگہم سے بات کیے بغیر مریم کو اٹھا کر کمرے سے چلی گئی۔ نگہم عصر کی نماز پڑھ کر قرآنی آیات پڑھ رہی تھی۔
''عمیر کی امی نے رشتہ کیا توڑا' نگہم کو ہی توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ بڑی مشکل سے اسے امی ابو اور جوہی نے سنبھالا تھا۔ ابھی پانچ ماہ ہی گزرے تھے کہ جوہی کا رشتہ آ گیا۔ رمیز کے گھر والے اچھے اور ملنسار طبیعت کے تھے۔ خود رمیز بھی اچھی عادات و اطوار کا مالک تھا۔ یوں جوہی کا ہی رشتہ پہلے طے کر دیا۔ رمیز کے گھر والوں کو جلدی تھی۔ اس کے والد تو حیات نہ تھے۔ صرف دو بہن بھائی تھے۔ زیادہ فیملی بھی نہ تھی۔ چھ ماہ کے اندر اس کی شادی ہوگئی۔ نگہم اور اکیلی ہوگئی۔ کم گو' کسی بھی دلچسپی میں حصہ نہ لیتی تھی۔ خود کو گھر میں مقید کرلیا تھا۔ جوہی کے ہاں بھی کم ہی جاتی تھی۔ صرف اس وجہ سے کہ لوگ باتیں نہ بنائیں۔ کچھ ساس کی بھی عادت بولنے کی تھی۔ ورنہ وہ اچھی تھیں۔ مگر نگہم کو ان سے ڈر ہی لگتا تھا۔ آج کل جوہی کی نند ماریہ کی شادی ہو رہی تھی۔ نگہم نے مایوں مہندی سے لے کر کسی بھی فنکشن میں شرکت نہ کی تھی۔ مگر آج جوہی بضد تھی کہ وہ ضرور شادی میں آئے اور وہ انکاری تھی۔

☆☆☆

''دیکھنے میں کیا حرج ہے؟''
''یار تم میرا دماغ کھائے جا رہے ہو۔ میں کہہ چکا ہوں۔ تمہیں نہیں پتہ میری سوچیں کیا ہیں۔ بیک ورڈ کہتے ہیں مجھے۔'' شہریار سنگل صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ رمیز اس سے ملنے آیا ہوا تھا اور اسے یہ بتانے کہ جوہی کی بہن کو ایک نظر دیکھ تو لے۔
''یار تمہاری سوچوں کے مطابق ہے۔ کم گو ہی۔ ہر کام میں پرفیکٹ۔ سب سے بڑھ کر صوم و صلوٰۃ کی پابند۔''
''بس بس یہ سب لڑکیوں نے نماز روزہ فیشن بنایا ہوا ہے۔ ورنہ مجھے سب خبر ہے۔ فیشن میں ڈبل ایم اے ہوتی ہیں۔ غیر ملکی چینلز نے انہیں تباہ کیا ہوا ہے۔'' وہ مسلسل رمیز کی نفی کیے جا رہا تھا۔
''اب میں آنٹی سے ہی بات کروں گا۔ تم ایسے تو مانو گے نہیں۔'' اس نے شہریار کو دھمکی دی۔
شہریار نے زوردار قہقہہ لگایا۔ اس کے جھنجلانے پر اکثر دونوں میں بحث ہوتی تھی اور ہمیشہ جیت شہریار کی ہی ہوتی تھی۔ وہ کچھ ریزرو طبیعت کا تھا۔ کم کسی سے گھلتا ملتا تھا۔ ایک واحد رمیز ہی اس کا دوست تھا۔ جس سے وہ اپنے دل کی ساری باتیں کرتا تھا۔
''شادی تو پھر بھی مجھے ہی کرنی ہے ناں۔ امی سے کہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔''
''نگہم ایسی لڑکی ہے جو تمہیں سیدھا کرلے گی۔''
''یہ تم ان محترمہ کی خوبیاں بتا رہے ہو کہ خامیاں۔'' وہ وائٹ کرتے شلوار میں کھڑا لمبا چوڑا سا کتنا وجیہہ لگتا تھا۔ رمیز اس کی تعریفیں بھی خوب کرتا تھا۔
''کیا بات ہے' اتنی غور سے کیا دیکھ رہے ہو؟''
''یہی کہ خوب صورتی میں تم سب سے آگے ہو۔ لمبے چوڑے' ہینڈسم سے لیکن سوچیں اتنی منفی کیوں ہیں؟''
''بس بس زیادہ بکواس مت کیا کرو۔'' وہ جھینپ گیا۔
''میں یہ سوچتا ہوں شہری تم شادی کے بعد کیسے لگو گے؟''
''تمہاری بے تکی باتوں کا میں جواب نہیں دے سکتا ہوں' اس لیے تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ آج ماریہ کی شادی ہے۔ ویسے ہی تمہیں ڈھیروں کام ہوں گے۔'' وہ موضوع سے ہی بچنا چاہ رہا تھا اور رمیز کو اس طرح روک سکتا تھا۔
''لیکن کان کھول کر سن لو۔ جو میں نے کہا ہے۔ وہ کرنا ہے سمجھے۔'' وہ کڑے تیوروں سے اسے دھونس بھرے لہجے میں حکمیہ بولا۔
''کوشش کروں گا۔'' شہریار اس کے غصے سے بھرپور انداز کو دیکھ کر مسکرایا۔
''یاد رکھنا تمہاری شادی میں نے نگہم سے اگر نہ کروائی ہو نام بدل دینا میرا۔''
''سوچ لو نام کیا رکھو گے۔ کیوں کہ میں نہیں کروں گا۔ تم بھی یاد رکھنا۔'' وہ رمیز کو چڑانے لگا۔
''خبیث آدمی! تجھے تو میں بعد میں پوچھوں گا۔'' وہ شہریار کو مکا جڑ کر ڈرائنگ روم سے لمبے لمبے ڈگ بھر کر نکل گیا۔
رات کو وہ جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ کول اچھلتی کودتی اندر آ گئی تھی۔
''بھائی ان کپڑوں پر یہ سینڈل سوٹ کر رہی ہے۔'' وہ جدید اسٹائلش سے ریڈی میڈ سوٹ میں اپنے شولڈر کٹ بالوں کو جھلاتی معصومیت سے پوچھنے لگی۔
''بچوں کو اتنی میچنگ کی ضرورت نہیں ہوتی۔'' شہریار نے اپنا نیوی بلیو کوٹ ہینگر سے نکالا۔
''بھائی! میں نائنتھ کی اسٹوڈنٹ ہوں۔ بچی نہیں ہوں۔'' وہ خفگی سے بولی۔
''لیکن میرے لیے بچی ہی ہو۔'' اس نے پھر ڈریسنگ ٹیبل سے پرفیوم اٹھایا اور اسپرے کیا۔ کول اس کے آگے ہی کھڑی ہوگئی۔
''مجھے یہ بتایئے کہ بلیو کلر پر گولڈن سینڈل ٹھیک رہی لگ ہے یا نہیں۔'' اب اس نے ذرا تڑی لگائی۔ شہریار نے مسکرا کر اپنی نٹ کھٹ سی بہن کو دیکھا جو منہ بسورے کھڑی تھی۔
''سمیر سے پوچھتیں تم۔ وہ اچھے طریقے سے بتاتا ہے۔'' وہ شرارت سے بولا۔
''ان سے پوچھنے کے بعد ہی ادھر آئی ہوں۔''
''پھر کیا کہا ہے۔'' وارڈ روب سے اس نے موزے نکالے۔
''آخاہ۔ اپنے برادر تو آج دلہا لگ رہے ہیں۔'' سمیر بھی شور مچاتا ہوا آ گیا۔ شہریار بیڈ کے سرے پر بیٹھا موزے پاؤں پر چڑھا رہا تھا۔
''زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ خفیف سا ہو گیا۔
''ہاں بھئی ہم تو بکواس ہی کریں گے۔'' وہ بیڈ پر پھیل کر لیٹ چکا تھا۔ جب بھی اسے شہریار کا دماغ کھانا ہوتا۔ وہ فرصت سے اس کے کمرے میں ڈیرہ جما کر بیٹھتا تھا۔
''بھائی! سنا ہے آج امی آپ کے لیے لڑکی وغیرہ پسند کرنے جا رہی ہیں؟''
''کول تم ریڈی ہو تو فوراً گاڑی میں بیٹھو۔ اور ہاں زیادہ کانشس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری ساری میچنگ پرفیکٹ ہے۔'' اس نے کول کا رخسار تھپتھپا کر اسے اطمینان دلایا۔ اور وہ ویسے بھی اپنے اس بھائی کی بہت مانتی تھی۔ شہریار سمیر کی کسی بھی بات پر کان دھرے بغیر تیاری کر رہا تھا۔
''بھائی! اس بار لڑکی پسند کر لیجیے گا۔'' وہ شہریار کو خاموش دیکھ کر دوبارہ یاد دہانی کرانے لگا۔ اور تکیہ اچھال کر بھاگ لیا۔

☆☆☆

میرج لان برقی قمقموں سے جگمگا رہا تھا۔ رنگ برنگے آنچل لہراتی' میک اپ سے مزین لڑکیاں ادھر سے ادھر اٹھلاتی پھر رہی تھیں۔ شہریار چہرے پر بے زاری طاری کیے ایک الگ تھلگ ٹیبل کا انتخاب کرکے بیٹھ گیا تھا۔ بیگم سکندر اور کول دلہن بنی ماریہ کے پاس چلی گئی تھیں۔ اس نے اطراف میں ایک طائرانہ نگاہ ڈالی۔ اس کے سامنے والی ٹیبل پر ایک لڑکی رمیز کی بیٹی مریم کو گود میں لیے بیٹھی تھی جو روئے جا رہی تھی اور وہ چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ نیوی بلیو شیفون جارجٹ کا سوٹ اس کے گلے اور آستینوں پر وائٹ موتیوں کا نفیس کام بنا ہوا تھا۔ میک اپ کے نام پر صرف لائٹ سی لپ اسٹک' سلکی دراز بالوں کو کیچر میں مقید کر کے پونی بنائی ہوئی تھی۔ وائٹ بڑی بڑی بالیاں' ہاتھوں میں میچنگ چوڑیاں' سنہرے مکھڑے پر باریک ننھی ننھی لٹیں جھول رہی تھیں اور وہ بہت ہراساں بھی ہو رہی تھی۔ اس کی یہ غیر ارادی اور بے اختیاری نگاہ ہی تھی۔ وہ لڑکی پزل سی ہوگئی۔ فوراً چیئر چھوڑ کر کھڑی ہوگئی۔ شہریار کو اپنی یہ حرکت بری بھی لگی مگر نہ جانے کیوں اسے یہ لڑکی ان سب میک اپ سے لتھڑی لڑکیوں سے منفرد بھی لگی۔ اس کے ملیح چہرے پر اتنی سادگی تھی کہ اپنی بڑی بڑی فسوں خیز نگاہیں اٹھائی ہی تھیں کہ شہریار کی نگاہ پلٹنا بھول گئی۔ وہ تیزی سے نکلی مگر اس کا پاؤں ایسا مڑا کہ گرنے ہی والی تھی کہ شہریار نے بھاگنے میں لمحے نہ لگائے۔ فوراً اسے تھام لیا۔

''لایئے مریم کو مجھے دے دیں۔'' اس نے اپنی خدمات پیش کیں۔
''نگہم کو اس کے اتنے قریب آنے پر وحشت سی ہوئی فوراً خود کو سنبھالا۔ اس دوران شہریار نے مریم کو گود میں لے لیا تھا۔
''آپ کے پاؤں میں موچ تو نہیں آ گئی۔''
''جب لوگ گھور گھور کر دیکھیں گے تو آنی ہی چاہئے۔'' اس نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔ شہریار خجل ہو گیا۔ مگر اس کے عنابی ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا۔
''سوری۔ میں تو مریم کو دیکھ رہا تھا۔'' اسے شرمندگی بھی ہوئی کہ وہ ایسی حرکت کرتا تو نہیں ہے۔ آج وہ بھی عام مردوں کی طرح نکلا جو خواتین پر آنکھیں ٹکا کر بیٹھ جاتے ہیں۔
نگہم سے واقعی چلا نہیں جا رہا تھا۔ تکلیف کے آثار چہرے پر نمایاں تھے۔ وہ ٹیبل کا سہارا لے کر چیئر پر بیٹھ گئی۔ اتنے میں جوہی بجی سنوری چلی آئی۔
''تم سے کہا کہ تم اسٹیج پر آ جاؤ۔'' وہ آتے ہی برہم ہونے لگی۔
''السلام علیکم بھابی!'' شہریار نے مسکرا کر سلام کیا۔
''اوہ! سوری میں آپ کو بھول گئی۔'' وہ شرمندہ ہوئی۔
''یہ میری بہن نگہم ہے۔ مل لیے آپ ان سے۔'' وہ جھٹ تعارف کرانے لگی۔ جبکہ نگہم تو پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔ مگر شہریار کے سامنے اس نے جوہی کو سنانے کا ارادہ ترک کر دیا۔
''میں تو مریم کو لینے آیا تھا۔ غالباً ان کے پاؤں میں موچ آ گئی ہے۔'' شہریار کی دلچسپ اور معنی خیز نگاہیں خاموش سی نگہم پر تھیں جو منہ پھیر کر بیٹھ گئی تھی۔
''میں نے آپ سے کہا کہ میرے پاؤں میں موچ آ گئی ہے۔'' اس نے جب یہ دیکھا کہ جوہی اسے اہمیت دے رہی ہے۔ ضرور یہی شہریار ہے جس کا ذکر اس نے آج کیا تھا۔ اور وہ مشکل سے ہی تو آنے پر راضی ہوئی تھی۔
''وہ میں تو......''
''نگہم! یہ شہریار بھائی ہیں۔ رمیز کے دوست۔'' جوہی نے جتایا۔
''جو بھی ہوں۔ لیکن تم کان کھول کر سن لو اور انہیں بھی بتا دو کہ میری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔'' وہ کٹیلے لہجے میں بولی۔ چیئر سے وہ پھر کھڑی ہو گئی۔ شہریار کی بارعب شخصیت کی وجہ سے نہ جانے کیوں وہ پزل سی ہو رہی تھی۔ اور پھر وہی شخص جو اسے دیکھ کر ہی پسند کرے گا۔ شادی کرنی ہے' یا نہیں وہ کیسے برداشت کر لے' ایک بار نقصان اٹھا چکی ہے دوبارہ اس میں اپنا تماشا بنانے کی ہمت نہیں تھی۔
''شہریار بھائی! سوری۔ نگہم نے آپ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔''
''اٹس او کے بھابی! لیکن اپنی بہن کو یہ ضرور اطلاع دے دیجئے گا کہ ''شہریار سکندر نے اسے پہلی ہی نگاہ میں پسند کر لیا ہے۔''
''کک......کیا؟'' جوہی تو حیران رہ گئی۔
یوں اتنی جلدی شہریار کو نگہم پسند آ جائے گی۔ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ ابھی تو شہریار کی امی سے بھی اسے ملوانا تھا مگر سب سے بڑا مسئلہ تو شہریار نے حل کر دیا تھا۔
''شہریار بھائی! میری بہن بہت سادہ ہے۔''
''مجھے یہی بات اچھی لگی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر صاف گو۔'' وہ خوش دلی سے مسکرایا۔ اس کی نگاہ دوبارہ جھنجھلائی ہوئی نگہم پر پڑ گئی جو الگ تھلگ بیٹھ گئی تھی۔
جوہی نے نگہم کو بیگم سکندر سے ملوا دیا۔ انہیں بھی کم گو سی نگہم اچھی لگی۔ کومل کو تو نگہم کے لمبے سلکی بال بہت پسند آئے تھے۔ فوراً ہی اس نے دوستی بھی کر لی جبکہ وہ صرف ہوں ہاں ہی کرتی رہی۔ لیکن دل اس کا کب راضی تھا۔ نہ جانے کیوں دل ڈر رہا تھا۔ اور وہ سارے ہی مردوں سے خائف تھی۔ جہاں خوب صورت چہرہ نظر آئے گا۔ معمولی شکل و صورت والی لڑکی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسے شہریار بھی ایسا ہی لگ رہا تھا۔

☆☆☆

ماریہ کی شادی کے ایک ہفتے بعد ہی شہریار کی امی رمیز اور جوہی کو لے کر نگہم کا رشتہ لینے آ گئی تھیں۔ امی اور ابو نے ذرا سوچنے کے لیے کچھ وقت مانگا۔ اور پھر اس بار وہ کوئی دھوکا بھی نہیں کھانا چاہتے تھے۔ نگہم کو تو چڑ ہی ہو گئی تھی اور پھر سب سے بڑھ کر شہریار اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور وہ مڈل کلاس سے' اس بار کلاس کا فرق آڑے تھا جو امی اور ابو کو بھی فکر میں مبتلا کر رہا تھا۔
''امی! آپ اس رشتے سے انکار کر دیں۔'' آخر اس سے برداشت نہ ہوا تو وہ رخشندہ بیگم سے کہنے آ ہی گئی۔ وہ عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں۔ آج کل نگہم کے لیے کوئی وظیفہ پڑھ رہی تھیں۔ اس کی شادی ہو جانے کے لیے۔ تسبیح ان کے ہاتھ میں ہی تھی کہ وہ چونکے بنا نہ رہ سکیں۔
''ہم جو بہتر سمجھیں گے وہ کریں گے۔ تمہیں بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' انہوں نے درشت لہجے میں کہا اور تسبیح لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھیں۔
''امی! اس بار میں ضرور بولوں گی۔ ہر بار مجھے تماشا مت بنایئے۔ آخر میں نے لوگوں کا کیا بگاڑا ہے۔ جو مجھے جینے نہیں دیتے۔'' وہ روہانسی ہو گئی۔
''نگہم! اس وقت میرا دماغ مت کھاؤ۔ مجھے تسبیح پڑھنے دو۔''
''پلیز امی! میری بات سمجھئے۔ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ بہت امیر ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر جس شخص کا پرپوزل آیا ہے۔ وہ مجھے نہیں پسند۔''
''ایسی کیا خرابی ہے جو تمہیں نہیں پسند۔'' انہوں نے فہمائشی نگاہ ڈالی۔ نگہم زرد کپڑوں میں خود بھی زرد ہی لگ رہی تھی۔ ایک ہفتے سے اس کی نیندیں شہریار احمد نے اڑائی ہوئی تھیں۔ جس کو وہ کسی طور قبول نہیں کرنا چاہتی تھی۔
''بس وہ بہت امیر ہے۔ اور سب سے زیادہ خوب صورت ہیں۔'' اس نے رک رک کر کہا۔
''تمہیں کیا تکلیف ہے ان کے خوب صورت ہونے سے۔'' انہیں نگہم کی منطق سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔
''میں نے کہہ دیا ہے۔ مجھے نہیں کرنی شہریار احمد سے شادی اور اگر آپ نے یا ابو نے انکار نہیں کیا نا' میں خود کر دوں گی۔'' وہ دھمکی دیتی ہوئی چلی گئی۔ رخشندہ بیگم تاسف بھری نگاہ ڈال کر رہ گئی تھیں۔ دو سال کے عرصے میں وہ بہت حساس ہو گئی تھی۔ ہر جگہ اس نے آنا جانا ترک کر دیا تھا۔ بس خود کو گھر کے کاموں میں مصروف رکھتی یا پھر گھنٹوں انہوں نے اسے جائے نماز پر بیٹھے دیکھا تھا۔ اکثر وہ انہیں روتی ہوئی بھی نظر آتی تھی۔ وہ ماں تھیں' اس کی فکر رات دن رہتی تھی۔ بڑی سے پہلے چھوٹی کا ہو گیا تھا۔ لگا لگایا رشتہ ٹوٹا جس کی وجہ سے وہ چڑچڑی ہو گئی تھی۔
وہ بری طرح بھنا رہی تھی۔ جوہی پر بھی غصہ آ رہا تھا جو مسلسل امی اور ابو دونوں کو ہی بھر رہی تھی کہ شہریار احمد کے رشتے سے انکار نہیں کیجئے گا۔
ناخنوں کو کترتی وہ دھڑ سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ فوراً خیال فون کی طرف گیا۔ جھٹ جوہی کو ڈائل کیا۔ شکر ساس صاحبہ نے نہیں اٹھایا ورنہ اسے ان کی بھی سننی پڑتی تھیں۔ پھر اسے کوفت ہوتی تھی۔
''کیسے یاد کر لیا مجھے؟'' جوہی کی چہکتی ہوئی آواز آئی۔
''میں نے اس لیے یاد کیا ہے کہ مسٹر شہریار احمد کو میری جانب سے انکار کر دینا۔'' وہ تڑخ سے گویا ہوئی۔
''نگہم! تم غلط کر رہی ہو۔ اس بار کچھ بھی برا نہیں ہو گا۔'' وہ گھبرا گئی۔
''ہر بار برا ہی ہوتا ہے۔ اور میں بری ہوں۔ اس لیے ان کے قابل نہیں ہوں۔ ان سے کہنا کسی امیر گھرانے کی خوب صورت سی لڑکی سے شادی کریں۔ میں ان کے لائق نہیں۔'' اسے غصہ ہی شدید آ رہا تھا۔ اور یہ سب اس کا نتیجہ تھا۔ لوگ ہمیشہ اس کی رنگت کو تنقید کا نشانہ بناتے۔ ہمیشہ جوہی کے مقابلے میں اسے کمتر کہا جاتا اور یہ بات وہ دل میں لے کر بیٹھ گئی تھی۔
''تمہارا دماغ چل گیا ہے؟'' جوہی کو بھی غصہ آ گیا۔
''دماغ میرا نہیں' مسٹر شہریار کا چل گیا ہے۔ آخر مجھ کم صورت لڑکی میں نظر کیا آیا کہ رشتہ بھیج دیا۔''
''تم کم صورت نہیں ہو۔'' جوہی اس کے دل سے یہ خیال نکالنے کی بہت کوشش کر چکی تھی مگر وہ اتنی بددل ہو گئی تھی کہ اس کے سمجھانے کا بھی اثر نہ لیتی تھی۔
''تمہاری سادگی نے انہیں متاثر کیا ہے۔''
''میں اتنی سادہ بھی نہیں کہ لوگوں کی تنقیدانہ نگاہوں کو بھی نہ سمجھ سکوں۔ بعد میں ہمیشہ مجھے یہی طعنہ ملے گا کہ بیوی میاں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔'' اس کی آواز ہی بھرا گئی۔ کھٹ سے ریسیور کریڈل پر پٹخا اور بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی رونے لگی اپنی قسمت پر۔ وہ تو سب کے ساتھ اچھی تھی' مخلص تھی۔ ہر ایک سے پرخلوص انداز میں ملتی تھی لیکن ہمیشہ لوگوں نے اس کے رنگ' اس کی کم صورتی کو ہی نشانہ بنایا۔ وہ تو کسی کو بھی برا نہیں کہتی تھی۔ ہر ایک کے کام آتی تھی۔ لیکن اس سے ایسا انجانے میں کیا فعل غلط ہوا کہ اس کے ساتھ یہ سب ہو رہا تھا۔

☆☆☆

''بھائی جان جوہی بھابی کی سسٹر تو بہت ہی پیاری ہیں۔'' کومل اس کے بیڈ پر چڑھی بیٹھی تھی۔ جبکہ وہ نیم دراز فائلز کی ورق گردانی میں منہمک تھا۔
''پھر میں کیا کروں؟'' وہ مسکرایا۔
''آپ کو کچھ نہیں کرنا۔ بس ان سے شادی کرنی ہے۔ کیوں کہ مجھے بس نگہم بھابی ہی پسند آئی ہیں۔''
''کک......کیا بھابی۔'' وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔ جو ابھی رشتہ جڑا نہیں تھا۔ بھابی بھی کہنے لگی۔
''اور کیا آپ کو شادی صرف ان ہی سے کرنی ہے۔ کیوں کہ وہ آپ سے شادی کے لیے مان نہیں رہی ہیں۔''
''لیکن کیوں؟'' وہ تو اچھل گیا۔
''پتہ نہیں۔'' کومل نے افسردگی سے کہا۔
شہریار کی تو بے چینی ہی میں اضافہ ہو گیا۔ اسے کوئی لڑکی پہلی نظر میں پسند آئی تھی اور وہ بھی اس سے انکاری۔ یہ تو اس نے سوچا تک نہیں تھا۔ صاف گو سی' ملیح چہرے والی نگہم نے تو اسے ایسے سحر میں جکڑ لیا تھا کہ وہ خود حیران تھا۔ کل تک لڑکیوں سے دور بھاگنے والا آج ایک لڑکی نے ہی اس کے دل پر اٹیک کیا تھا۔
''کومل......کومل......'' ثروت بیگم کی آواز پر وہ بیڈ سے اتر کر بھاگ لی۔ شہریار تو گہری سوچ میں غرق تھا۔ فائلز وغیرہ تک کو بھول گیا۔ اس کی سوچوں میں ارتعاش موبائل کی بپ سے ہوا۔ جھٹ نمبر اور نام دیکھا۔ رمیز کا تھا۔
''او یار......میں تمہیں ہی کرتا۔'' شہریار سلام دعا کے بغیر جھٹ سے بولا۔
''لگتا ہے کوئی بات خاص ہی کرنی ہے۔'' رمیز کی معنی خیز سی آواز آئی۔
''ہاں یار......'' وہ جھینپ گیا۔
''بولو کیا بات ہے؟'' وہ بھی شاید شہریار کی خاص بات سمجھ گیا تھا۔

''مجھے یہ بتاؤ کہ آخر مجھ میں کیا خرابی ہے جو تمہاری سالی صاحبہ مجھ سے شادی کرنے سے انکار کر رہی ہیں۔'' شہریار کو غصہ ہی آ گیا۔
''پہنچ گئی تم تک بھی خبر۔'' رمیز کی زوردار ہنسی کی آواز نے شہریار کو تپا دیا۔
''میری بات کان کھول کر سن لو کہ میں شادی کروں گا تو اسی سے سمجھے۔''
''زبردستی ہے۔'' اسے شہریار کا دھونس بھرا انداز اچھا لگا۔
''ہاں زبردستی ہے۔ اور تمہیں یہ شادی کروانی ہے۔ کیوں کہ تمہاری بھی یہی خواہش تھی کہ میری شادی تمہاری سالی سے ہو۔''
''اوکے...... اوکے...... اتنی بے تابی ابھی سے ہو رہی ہے۔'' وہ شرارت سے گویا ہوا۔
''اچھا بھلا ہوں پڑھا لکھا بزنس مین ہوں۔ ان محترمہ کو برائی کیا نظر آئی ہے؟''
''یہ تو میں بھی نہیں جانتا۔'' رمیز کو اس کا انداز اچھا لگ رہا تھا۔
''اس سے پتہ کرو اور ہاں دو ماہ کے اندر شادی کرنی ہے مجھے۔''
''واہ...... واہ لڑکی راضی نہیں ہے۔ موصوف نے تاریخ بھی رکھ دی۔''
''یار رمیز۔ تم سمجھ نہیں رہے ہو میری کیفیت۔'' وہ کھسیا گیا۔
''سمجھ رہا ہوں۔ تم اپنا دل چھوٹا مت کرو۔ بے فکر رہو۔ شادی تمہاری نگہم سے ہی ہو گی۔ کیوں کہ میرے یار کو پہلی بار کوئی لڑکی پسند آئی ہے۔''
''اور آخری بار بھی۔'' شہریار نے مزید لقمہ دیا۔
''دونوں نے مزید ادھر ادھر کی باتیں کیں پھر رمیز نے ہی اجازت لی۔ شہریار کا فائلز میں خاک دل لگتا۔ اٹھا کر کرسٹل کی سینٹرل ٹیبل پر پٹخ دی۔ بات اس کی انا پر بھی تھی۔ کوئی لڑکی بغیر جواز بتائے اسے رد کرے۔ یہ کیسے گوارا تھا۔ ادھر سے ادھر مضطرب سا وہ ٹہلنے لگا۔ اسے یہ تو ثروت بیگم نے بتا دیا تھا کہ ابھی نگہم کے گھر والوں نے کوئی مثبت جواب نہیں دیا ہے۔ مگر اسے یقین تھا کہ ہاں میں ہی جواب ہو گا۔ مگر نگہم کا انکار سن کر تو وہ بھنا ہی گیا تھا۔ حالاں کہ بہت نرم مزاج کا تھا۔ کم ہی غصہ کرتا تھا۔ جب بھی آتا زبردست آتا۔

☆☆☆

ادھر نگہم کی کسی نے نہ سنی اور ثروت بیگم کو اثبات میں جواب دے دیا۔ وہ تو مصر ہو گئی تھیں کہ شادی کی تاریخ بھی سیٹ کر لیں۔ کیوں کہ دو ماہ بعد بزنس کے سلسلے میں شہریار کو انگلینڈ جانا تھا۔ اس کی واپسی دو تین ماہ تک ناممکن تھی۔ اس لیے ابو اور امی نے تاریخ بھی دے دی تھی۔
''کر لی تم سب نے اپنی۔'' وہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔
''نگہم! یہ ناشکرا پن ہے۔'' جوہی رہنے آئی ہوئی تھی۔ شادی کی تیاریاں بھی تو کرنی تھیں حالاں کہ شہریار نے جہیز وغیرہ کو سختی سے منع کر دیا تھا مگر تھوڑی بہت تیاری تو پھر بھی کرنی تھی۔
''میں اس قابل نہیں ہوں۔ کم صورت ہوں۔''
''کیا ہر وقت کم صورت کی گردان کرتی رہتی ہو۔'' جوہی نے درشت لہجے میں اسے سرزنش کی۔
''ہوں۔ میں کم صورت' سانولی سی۔ نین نقش بھی ٹھیک نہیں آخر کیا پسند آ گیا ہے شہریار صاحب کو۔'' وہ تکیے میں منہ چھپائے بولی۔
''یہ تم ان سے بعد میں پوچھنا کیا پسند آیا ہے۔'' اس نے معنی خیز مسکراہٹ لیے اسے دیکھا۔
''جوہی! یہ بے جوڑ شادی ہے۔'' وہ پھر تنک گئی۔
''تمہارا جوڑ شہریار بھائی کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔''
''کیسے میں مان لوں۔ لوگ کیا کیا کہیں گے؟'' اسے تو بس یہی فکر ستائے جا رہی تھی۔
''سنو! ساری خرافات دماغ سے نکال دو۔ اور خبردار جو تم نے شہریار بھائی سے الٹی سیدھی بکواس کی تو۔'' وہ اسے تنبیہ کرنے لگی۔
''شادی کے بعد وہ تمہیں ہنی مون کے لیے لندن لے جائیں گے۔''
''مجھے نہیں جانا ہنی مون کے لیے۔'' وہ چیخی۔
''تمہارے تو اچھے بھی جائیں گے۔ دیکھنا تم شہریار بھائی کی ہمراہی میں سب بھول جاؤ گی نگہم۔ یہ سب تمہاری لمبی لمبی نمازوں کے عوض اللہ تعالیٰ تمہیں انعام دے رہا ہے۔ تم اتنی اچھی ہو کہ اس نے تمہارے لیے پہلے ہی اچھا انعام مقرر کر دیا تھا۔'' وہ اسے شانوں سے پکڑ کر سمجھانے لگی۔
''میں نے تو صرف مخلص جیون ساتھی کی خواہش کی تھی۔ اس کی دعا مانگی تھی۔ یہ سب بہت زیادہ ہے۔'' وہ رونے لگی۔
''ہشت۔ یہ سب تمہارا انعام ہے۔'' وہ شانے سے لگا کر اسے چپ کرانے لگی۔
''یہ سب بڑی آزمائش ہے۔ میں کیسے پورا اتروں گی اس پر۔ پھر لوگ۔''
''دفع کرو لوگوں کو۔ ارے لوگ تو دیکھ کر جل جائیں گے۔ اتنی پیاری لڑکی کا جیون ساتھی بھی اس کی طرح پیارا ہے۔'' کتنی وہ اس کی دل جوئی کرتی تھی۔
''تم نے اور رمیز بھائی نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔''
''ہم نے اچھا ہی کیا ہے۔ ابھی تو ہمیں برا کہہ لو۔ جب اگلے سال ایک عدد بچے کی اماں بن جاؤ گی نا تب پوچھیں گے کہ کس نے اچھا کیا ہے۔'' وہ چھیڑنے سے باز نہ آئی۔
''کیا بدتمیزی ہے۔'' وہ جھینپ گئی۔
''ابھی بدتمیزی ہی لگے گی۔ شادی کے بعد سب خبر ہو گی۔ سنا ہے شہریار بھائی خاصے رومینٹک بندے ہیں۔''
''مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے رومینٹک ہونے کی۔''
''یہ وقت بتائے گا۔'' وہ ہنسی۔
''ابھی تو میرا برا وقت آیا ہوا ہے۔'' وہ لب کچلنے لگی۔
''بے وقوف لڑکی۔ تمہارے اچھے دن شروع ہو گئے ہیں۔ اپنے دماغ پر بوجھ مت ڈالو۔ بس شہریار بھائی کو سوچو۔''
دنوں نے اتنی تیزی دکھائی کہ نگہم کو اندازہ ہی نہ ہوا اور وہ مایوں آ بیٹھی۔ دن لمحوں کی طرح سرکے تھے کہ شادی کا دن آن پہنچا۔ شہریار کی طرف سے اس کی زبردست بری آئی تھی۔ سب ہی حیرت و انبساط میں پڑ گئے تھے۔ پارلر سے تیار ہو کر آئی تو وہ آئینے میں دیکھ کر حیران تھی کہ یہ وہ ہے۔ ریڈ لہنگے میں فل میک اپ' طلائی زیورات میں وہ ماورائی مخلوق لگ رہی تھی۔ امی نے تو فوراً ہی نظر اتاردی تھی۔ دل اس کا دھڑکے جا رہا تھا۔ تین راتوں سے نیند بھی نہیں آئی تھی۔ ایک ایسے شخص کا سامنا جسے وہ جانتی تک نہیں ہے۔ آنے والے لمحے اسے ڈرا رہے تھے۔ کب شادی گارڈن پہنچی اور کب نکاح ہوا۔ اسے تو سب خواب سا ہی لگ رہا تھا۔ لمبا سا گھونگھٹ گرائے وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی اور شہریار کے کانوں میں بخوبی آواز آ رہی تھی۔
شہریار بھی آف وائٹ کڑھائی کی شیروانی اور پگڑی میں کہیں کا شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔ بار بار وہ پہلو بدل رہا تھا۔ نگہم کے شانے سے اس کا شانہ مس ہو جاتا تو وہ دور ہٹ جاتی۔ شہریار کے ہونٹوں پر مبہم سی مسکراہٹ رینگ جاتی تھی۔
''اتنا لمبا گھونگھٹ۔ بھئی بھابی ہماری بھابھی کو تو دکھا دیں۔'' سمیر شرارتی لہجے میں جوہی سے گویا ہوا جو بلیو کامدانی ساڑھی میں نگہم کے پہلو میں ہی بیٹھی تھی۔
''گھر جا کر دیکھ لینا۔'' وہ ٹالنے لگی۔ نگہم نے سختی سے منع کیا ہوا تھا کہ اس کا گھونگھٹ بالکل بھی اوپر نہ کیا جائے۔ مووی اور تصویریں بھی اس کی ایسی ہی لینی تھیں۔ رمیز نے کہا بھی کہ اوپر کر دو مگر نگہم نے منع کر دیا۔
''یہ کیا بات ہوئی؟'' وہ منہ بنانے لگا۔
شہریار کو نگہم کا یہ انداز اچھا لگا تھا۔ اس سے پہلے نگہم کو کوئی دیکھ نہ پایا ہو۔ وہ اسی سرشاری میں تھا۔ مسکراہٹ ہونٹوں کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔
''بات ٹھیک ہے۔ اب یہ تم جا کر اپنی بھابی سے ہی پوچھنا کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟'' جوہی نگہم کے جھکے سر کو دیکھنے لگی جو سمیر کے قریب بیٹھنے پر اور جھک گیا تھا۔
کچھ ہی دیر میں رخصتی کا شور ہوا۔ نگہم کا دل دھڑک اٹھا۔ آج وہ کسی کی ہمراہی میں ہمیشہ کے لیے اپنی امی اور ابو کو چھوڑ کر جا رہی تھی۔ اچھا ہی ہوا ان کے سر سے بھی بوجھ ہلکا ہوا۔ وہ روتی دھوتی رخصت ہو گئی تھی۔ بارات کے ساتھ زبردستی جوہی کو بھی ساتھ ہی لائی تھی کہ کم از کم وہ وہاں ہو گی تو اس کی ڈھارس تو بندھی رہے گی۔
سسرال میں اس کا زبردست استقبال ہوا تھا۔ اسے سمیر اور کومل کی خوشی سے بھرپور آوازیں آ رہی تھیں۔ ثروت بیگم نے تو فوراً ہی اپنے بیٹے اور بہو کی نظر اتاری تھی۔ نگہم حیران تھی کہ وہ بھی کسی کے لیے اتنی اہمیت رکھتی ہے۔ لاؤنج میں اسے کاؤچ پر ٹیک لگا کر بٹھا دیا گیا تھا۔ باقی کی رسمیں ہونے کے بعد ثروت بیگم اور جوہی نے مل کر اسے خوب صورت سے سجے ہوئے بیڈ روم میں بٹھا دیا۔ بھینی بھینی گلاب اور موتیے کی خوشبو سے ماحول خوابناک سا لگ رہا تھا۔ ثروت بیگم شہریار کو دیکھنے کمرے سے باہر چلی گئی تھیں۔
''اچھا مجھے یہ تو بتا دو کہ نماز کس جانب منہ کر کے پڑھتے ہیں؟'' نگہم نے لمبے سے گھونگھٹ کو اوپر اٹھا کر جوہی سے پوچھا۔
''اتنی جلدی کیا ہے؟'' لہجہ اس کا معنی خیز تھا۔
نگہم نے اس کے چٹکی لی۔ وہ سی کر کے رہ گئی۔ ساتھ ہی اسے گھورنے بھی لگی۔
''بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے بتاؤ کعبہ کدھر ہے۔'' اسے تو اپنی عصر' مغرب' عشاء ساری ہی نمازیں قضا ہو جانے کا دکھ تھا اور وہ جلد از جلد ادا کرنا چاہتی تھی۔
جوہی نے خاصی سوچ بچار کے بعد کہا کیوں کہ ایک بار اس نے ثروت بیگم کو لاؤنج میں نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ اسی کو ذہن میں رکھ کر وہ اندازہ لگانے لگی۔
''ہاں...... ادھر ہے۔'' وہ تیزی سے بولی۔
بیڈ کی دائیں جانب اشارہ کیا جہاں کمرے کا دروازہ بھی تھا۔ ساتھ ہی بائیں جانب ڈریسنگ ٹیبل تھا۔ اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ جدید طرز کا فرنیچر' وال ٹو وال کارپٹ بیڈ کو اصلی پھولوں سے سجا کر کور کر دیا تھا۔ لگتا تھا پھولوں کی ساری دکان یہاں آ گئی ہو۔
''اچھا میں چلتی ہوں۔ تمہارے کپڑے رکھے ہیں۔ اور مزید کسی چیز کی ضرورت ہو تو آنٹی کہہ گئی ہیں بے دھڑک وارڈ روب سے نکال سکتی ہو۔'' وہ اپنی جھلملاتی ساڑی کا آنچل سنبھالتے ہوئے بتانے لگی۔
''تم چلی جاؤ گی؟''
''ظاہر ہے جاؤں گی۔ اپنے بہنوئی صاحب کو دیکھا ہے۔ فوراً منہ بننے لگتا ہے کہیں رک جاؤں تو۔ اور پھر مریم بھی گھر پر ہے۔'' وہ عذر پیش کرنے لگی۔
وہ اس سے اجازت لے کر چلی گئی تھی۔ نگہم کو اس وقت کسی چیز کا خیال نہ تھا۔ اور پھر شہریار کا سامنا کرنا اس کا دل دھڑکا رہا تھا کہ وہ اتنا خوب صورت اور میں عام

سی لڑکی۔ اسے رونا آنے لگا۔ آنے والے دنوں سے ڈر لگ رہا تھا۔ لوگوں کی دس طرح کی باتیں ہوں گی۔ وہ اپنا زرتار دوپٹہ اتار کر ساری جیولری اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھنے لگی۔ ڈر بھی تھا کہ شہریار نہ آ جائے۔ جلدی سے وضو کیا اور وزنی لہنگے کو سنبھالتی واش روم سے باہر آئی۔ جائے نماز کو تلاش کرنے لگی مگر وہ بھی ندارد۔ اتنے میں صوفے کی سائیڈ پر رکھی کرسٹل ٹیبل نظر آ گئی۔ لپک کر اٹھائی اور بچھا کر نماز شروع کر دی تھی۔ ساری ہی نمازیں ادا کرنی تھیں۔ اسی اثناء میں شہریار اندر قدم رکھتے ہوئے وہاں نگہم کو نماز پڑھتے دیکھ کر ورطہ حیرت میں پڑ گیا۔ نگہم نے اس کا انتظار تک نہیں کیا مگر اس کی یہ عادت بھی معلوم تھی کہ نماز کی پابند ہے۔ اس لیے اچھا لگا۔ اسی دوران اس نے بھی کپڑے چینج کر کے بیڈ کی راہ لی۔ کافی تھکن بھی ہو رہی تھی۔ بلیو نائٹ سوٹ میں سرخ و سپید شہریار مخمور نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا جو بڑے خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہی تھی۔ بیڈ کی بیک کراؤن سے ٹیک لگا کر اس کا انتظار کرنے لگا۔

''کتنی لمبی نماز ہے جو ختم ہی نہیں ہو رہی ہے۔'' وہ سوچنے لگا۔ ایک گھنٹہ ہونے والا تھا اور وہ اسی طرح پڑھنے میں مصروف تھی۔ ایک بار بھی اس نے شہریار پر نگاہ ڈالنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ شہریار کی بھی کافی دیر انتظار کرنے کے بعد آنکھ لگ گئی تھی۔ وہ مختلف دعائیں پڑھنے کے بعد فارغ ہوئی تھی۔ ایک اچٹتی نگاہ ڈالی۔ وہ جان بوجھ کر شہریار سے گریز کر رہی تھی۔ کیوں کہ اپنا رد کیا جانا اسے کسی طور پر گوارا نہیں تھا۔ اس لیے شروع سے ہی خود کو شہریار سے دور رکھے گی تو بعد میں اتنا افسوس نہیں ہوگا۔ کبھی نہ کبھی تو اسے یہ احساس ہوگا ہی کہ ایک عام شکل و صورت کی لڑکی سے شادی کر کے اس نے بے وقوفی کی ہے۔

☆☆☆

صبح آنکھ اس کی فجر کے وقت نہ کھلی بلکہ کسی کے جگانے پر کھلی تھی۔ پٹ سے آنکھیں کھولیں۔ خود کو کارپٹ پر ہی پایا۔

''آپ اوپر بیڈ پر سو جائیں۔ میں باہر جا رہا ہوں۔'' شہریار کی سنجیدہ سی آواز نے نگہم کی ساری حسیات بے دار کر دی تھیں۔

وہ شرمندہ ہوتی کارپٹ سے اٹھی۔ کپڑے بدل کر وہ ادھر ہی لیٹ گئی تھی۔ حنائی ہاتھوں میں چوڑیاں خاصی دلکش لگ رہی تھیں۔ شہریار نے ایک بھرپور نگاہ ڈالی۔ معصوم سی یہ لڑکی تو اس کا چین و قرار لوٹ رہی تھی۔

''ٹائم کیا ہوا ہے؟'' قدرے توقف کے بعد بولی۔

''پونے سات بج رہے ہیں۔'' وہ یہ کہہ کر واش روم میں چلا گیا۔

''اف نماز نکل گئی۔'' اسے افسوس ہوا۔ بیڈ کے سرے پر وہ افسردہ سی بیٹھ گئی تھی۔ وہ افسوس میں اپنے آپ سے ہی ہم کلام تھی۔

''رات آپ نے مجھے جگایا نہیں۔'' وہ تولیہ سے منہ پونچھتا واش روم سے نکلا۔ جان بوجھ کر اسے احساس دلانا چاہ رہا تھا کہ اس نے کل کے خوب صورت لمحوں کو فراموش کر دیا تھا۔

''وہ میں بہت تھکی ہوئی تھی۔'' لب بھینچ لیے۔

''اچھی طرح جب تھکن اتار لیں تو مجھے بتا دیجیے گا۔'' وہ گہرا طنز کرنے لگا۔

تولیہ اس نے صوفے پر اچھال دیا جو نگہم نے فہما اندازمیں دیکھا تھا۔ بے ترتیبی تو ویسے بھی اسے برداشت نہ ہوتی تھی۔ ذہنی کوفت ہونے لگی۔

''آئی ایم سوری۔'' سر جھکاتے ہوئے بولی۔

''میرا مقصد آپ کو شرمندہ کرنا نہیں تھا۔'' برش بھی زور سے ڈریسنگ ٹیبل پر پھینکا۔ ساری چیزیں ادھر ادھر بکھر گئیں۔

''لیکن میں آپ کا طنز سمجھتی ہوں۔'' وہ آپس میں اپنی مخروطی انگلیوں کو مروڑ رہی تھی۔ شہریار کی گہری اور بھرپور نگاہ اس کا ہر انداز دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر معصومیت اس بلا کی تھی کہ وہ مبہوت رہ گیا تھا۔

''میرا مقصد طنز نہیں ہے۔'' وہ وارڈ روب کی جانب بڑھ گیا کیوں کہ جذبے حواسوں پر چھانے لگے تھے اور وہ ابھی ایسی کوئی بھی حرکت کرنا نہیں چاہتا تھا جو اس کی انا کے منافی ہو۔ کل رات کا غصہ ہنوز تھا۔

''اونہہ مسٹر کا مزاج ضرورت سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ رات غارت ہونے کا افسوس ہو رہا ہے۔ لیکن منہ سے نہیں کہہ رہا۔'' نگہم نے جلے دل سے سوچا۔

شہریار اپنا فان کلر کا کرتا شلوار لے کر واش روم میں چلا گیا تھا اور وہ ایسی ہی بیٹھی تھی۔ رات والا حلیہ ایسا ہی تھا۔ کچھ ہی لمحوں میں وہ نکلا اور اس سے بات کیے بغیر کمرے سے ہی نکل گیا۔

''موصوف میں اکڑ بھی ہے لیکن میں اپنے ساتھ کچھ بھی برا ہونے نہیں دوں گی۔ ایک عام سی شکل والی لڑکی سے شادی کر کے کیا سمجھتے ہیں احسان کر دیا ہے۔''

وہ منفی سوچوں کے تانے بانے میں الجھی ہوئی تھی کہ ثروت بیگم کاسنی جارجٹ کے پلین سوٹ میں مسکراتی ہوئی اندر آ گئی تھیں۔

وہ انہیں دیکھ کر گڑبڑا گئی۔ جھٹ بیڈ سے کھڑی ہو کر سلام کیا۔ انہوں نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ انہیں بھی تو سادہ سی نگہم پہلی ہی نظر میں پسند آئی تھی۔

''بیٹا آپ نے کپڑے چینج نہیں کیے؟''

''جی وہ۔'' وہ شرمائے شرمائے لہجے میں اتنا بولی۔

''ارے بیٹا تم مجھ سے شرماؤ تو نہیں۔ میں تمہاری ساس نہیں بلکہ ماں ہوں۔ جیسے شہریار کی ہوں۔ سمجھیں تم۔'' انہوں نے پیار بھرے لہجے میں کہتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔

نگہم ان کی محبت پر حیران رہ گئی کہ ایک ہی دن میں وہ اس سے اتنی محبت اور اپنائیت سے بول رہی تھیں ورنہ تو وہ سمجھی تھی کہ شاید ان کا بھی یہی ارمان ہوگا کہ ان کی بہو خوب صورت ہو۔ لیکن اس کی سماعتوں نے کیا سنا۔

''جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ تمہاری امی کے گھر سے جوہی لینے آ رہی ہے۔ رات کو ولیمہ بھی ہے۔ پھر اس کی بھی تیاری کرنی ہوگی۔''

''امی اور کتنی دیر مجھے ناشتے کا انتظار کرنا ہوگا؟'' شہریار جھنجلایا ہوا اندر آیا مگر نگہم پر اس نے نگاہ غلط تک نہ ڈالی۔

''اچھا۔ اچھا تھوڑا اور انتظار کر لو۔ میری بہو تیار ہو رہی ہے۔'' انہوں نے نگہم کا ڈارک پرپل کامدانی سوٹ ہینگر کیا نکالا۔ وہ شہریار کو تنبیہ کر کے آئی تھیں کہ نگہم کے ساتھ ناشتہ کریں گے ہم سب ہی۔ وہ دھڑ سے دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ نگہم تیاری میں لگ گئی تھی۔

ناشتے کے بعد جوہی رمیز کے ساتھ اسے لینے آ گئی تھی اور وہ تو تیار بیٹھی تھی۔ مگر ثروت بیگم نے شام جلدی آنے کو کہا تھا اور شام میں شہریار کو ہی جانا تھا۔

''کیا بات ہے بگ برادر۔ منہ کیوں لٹکایا ہوا ہے؟'' سمیر اپنی شوخی سے باز نہ آیا۔ دونوں ہی باہر سے اندر ہی آ رہے تھے۔ نگہم چلی گئی تھی۔

''تم بکواس کم کیا کرو۔'' شہریار نے جھینپ کر اس کو چپت لگائی۔

ویسے ہی رات کی وجہ سے اس کا موڈ خراب ہو رہا تھا مگر اسے خود پر کنٹرول بڑا تھا۔ چہرے سے اس نے کچھ بھی ظاہر نہیں کیا تھا بلکہ رمیز سے اسی طرح باتیں کرتا رہا تھا۔

☆☆☆

ولیمے کے بعد دعوتیں وغیرہ بھی ختم ہو گئی تھیں۔ اس نے خود کو کافی حد تک ایڈجسٹ بھی کر لیا تھا۔ گھر میں سمیر اور کومل سے اس کی کافی بن گئی تھی لیکن شہریار سے اجنبیت ابھی تک پہلے دن والی تھی۔ وہ بہت اسے کے قریب ہونے کی کوشش کرتا مگر نگہم سرد مہری ہی دکھاتی۔

☆☆☆

شادی کو تین ماہ ہوئے تھے اور وہ آج پہلی بار میکے رہنے کے لیے آئی تھی۔ وہ بھی صرف دو دن کے لیے۔ یہ آرڈر کومل کا تھا جس کا اب گھر میں دل اس کی وجہ سے نہیں لگتا تھا۔

''تمہارے تو دو دن ایسے گزرے ہیں کہ پتہ ہی نہیں چلے۔'' امی نے اسے دیکھا جو جانے کی تیاریوں میں لگی ہوئی تھی۔ کاسنی کاٹن کے ایمبرائیڈری والے سوٹ میں لائٹ سے کیے گئے میک اپ میں خاصی دلکش لگ رہی تھی۔

''کومل بہت زیادہ مجھ سے اٹیچ ہو گئی ہے۔'' اپنی بکھری چیزیں بیڈ سے سمیٹنے کے بعد بیگ میں رکھیں۔

''چلو مجھے یہ خوشی ہوئی کہ سسرال والے سارے تم سے خوش ہیں۔'' امی اسی میں پرسکون تھیں کہ نگہم نے خود کو ایڈجسٹ کر لیا تھا۔ پھر شہریار بھی خاصی سلجھی ہوئی طبیعت کا تھا۔ بہت عزت کرتا تھا سب کی۔

''ہو گئی تمہاری تیاری۔'' جوہی آج صبح ہی آئی تھی اور وہ بھی اس کی ہی وجہ سے ورنہ اس کا بھی گھر سے نکلنا بہت مشکل ہوتا تھا۔

''ہاں ہو گئی ہے ذرا موصوف کے سیل پر تو ٹرائی کروں شاید بات ہو جائے۔'' نگہم نے ٹیبل سے اپنا سیل اٹھایا۔ جو شادی کے کچھ دنوں بعد ہی شہریار نے اسے دیا تھا۔ اس نے منع بھی کیا تھا کہ اسے ضرورت نہیں ہے۔ مگر اس نے نگہم کے اوپر اچھال دیا تھا یہ کہہ کر کہ ''مجھے تو ضرورت ہے۔''

نگہم جوہی حیرانگی اور خوشی سے اس کے دمکتے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو روز بروز نکھرتی جا رہی تھی۔ شروع سے اپنے کلر کا کمپلیکس رہتا تھا۔ شہریار سے وہ بات کر رہی تھی۔

''ارے تمہیں کیا ہوا؟'' نگہم نے سیل آف کر کے جوہی کو تکتا پا کر بلایا۔

''آں ہاں۔'' وہ خیالوں سے واپس آ گئی۔

''خیریت تو ہے۔'' وہ تشویش زدہ لہجے میں گویا ہوئی۔

''نگہم! تم نے خود کو دیکھا ہے؟ کتنی پیاری ہو گئی ہو۔''

''جھوٹ کم بولا کرو۔'' وہ جھینپ گئی۔

''اگر میں جھوٹ بول رہی ہوں تو شہریار بھائی سے پوچھ لینا۔'' وہ برا مان کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

''ابھی تو میں نے ان سے آنے کا پوچھا تھا۔ سات بجے تک آئیں گے اور اتنی دیر وہ باہر لگائیں گے۔ میری عشاء کی نماز ہر بار نکلوا دیتے ہیں۔'' وہ اب بھی عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی۔ پھر فوراً ہی تیار بھی ہونے لگی۔

''شکر کرو اتنا اچھا شوہر ملا ہے۔ تمہیں وہ گھماتے پھراتے بھی ہیں اور ایک وہ ہمارے ہیں۔ انہیں فرصت ہی نہیں ہوتی ہے۔'' جوہی کو ہمیشہ رمیز سے یہی شکوہ رہتا تھا۔ وہ ویسے بھی گھومنے پھرنے کی سدا کی شوقین تھی اور نگہم اس کے متضاد تھی۔

''تم بس رمیز بھائی سے شکوہ ہی کرتی رہا کرو۔'' اس نے جوہی کو چپت لگائی۔ اپنے بڑے ہونے کا فائدہ ضرور اٹھاتی تھی۔

رات کا کھانا جوہی نے ہی تیار کیا تھا اور شہریار کی پسند سے نرگسی کوفتے اور پلاؤ پکایا تھا۔ نگہم کو اس نے کچن میں گھسنے ہی نہیں دیا تھا۔ جس وقت وہ مغرب کی نماز پڑھ رہی تھی۔ شہریار آ گیا۔ وہیں ڈرائنگ روم میں ہی وہ بیٹھ گیا تھا۔ وہ نماز وہیں پڑھ رہی تھی۔

''السلام علیکم۔'' نگہم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد اسے آہستگی سے سلام کیا۔ شہریار نے سر ہلا کر جواب دیا۔ نماز کے وائٹ دوپٹے میں اس کا سراپا

پاکیزگی لیے ہوئے تھا۔پھر کچھ اس کے چہرے پر بھی نرمی اور ملاحت تھی۔

''اتنی جلدی بلانے کی وجہ دریافت کر سکتا ہوں۔''اس نے پوچھا۔

نگہم نے دوپٹہ کھول کر تہہ کیا اور اپنا ہم رنگ سوٹ کا دوپٹہ سر پر اوڑھ کر جائے نماز تہہ کر کے بڑے صوفے کے ہتھے پر رکھی۔

''اس لیے بلایا ہے کہ میری عشاء کی نماز نکل جاتی ہے۔''وہ جھٹ سے بولی۔

''آپ پڑھ تو لیتی ہیں جتنی بھی دیر ہو۔''وہ سنگل صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے اسے ہی دیکھ رہا تھا جس کی دلکشی میں اضافہ ہی ہو رہا تھا۔اور وہ اپنے نفس پر کنٹرول رکھتا تھا۔یہ وہ خود ہی جانتا تھا کہ کیسے وہ اپنے حق سے محروم ہے۔

''پھر فجر کی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے'رات کو سونے میں دیر جو ہو جاتی ہے۔''

''نگہم آپ کیا سمجھتی ہیں کہ آپ جو عبادت کرتی ہیں۔آپ عبادت کی قبول بھی ہوتی ہے یا نہیں۔''برجستہ وہ طنز کر بیٹھا۔

''جی۔''اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

''اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بندوں کو ناراض کر کے وہ اللہ کو ناراض کرتا ہے۔''بلیک پینٹ پر بلیو دھاری دار شرٹ میں شہریار خاصا ڈیشنگ لگ رہا تھا۔نگہم نے نگاہ چرالی تھی۔

''میں نے کس کو ناراض کیا ہے؟''

''یہ آپ بہتر سمجھتی ہیں۔کس کو ناراض کیا ہے؟''وہ اسے جتانے لگا۔

اسی دوران ابو اور رمیز کی آمد سے دونوں ہی چپ ہو گئے۔وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر باہر آ گئی مگر پورا وقت الجھی ہوئی ہی رہی۔کھانا بھی برائے نام ہی کھایا پھر شہریار رمیز سے باتوں میں لگ گیا۔عشاء ہو ہی گئی۔وہ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی کیوں کہ گھر جاتے ہوئے بارہ لازمی بجنے تھے۔وہی ہوا۔شہریار سوا بارہ پر وہاں سے اٹھا تھا۔وہ بجھی بجھی رہی پورے راستے'گاہے بگاہے شہریار اس پر نگاہ ڈال لیتا تھا۔گھر پہنچتے ہی امی کو سلام کرتی کمرے میں چلی گئی'شہریار البتہ اب بھی کمرے میں نہ آیا۔وہ کپڑے چینج کر کے لیٹ چکی تھی۔

''کیا بات ہے؟ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟''ثروت بیگم نے استفسار کیا جو لاؤنج ہی میں کاؤچ پر دراز تھا۔

''کچھ نہیں۔تھوڑی سی تھکن ہو رہی ہے۔''اس نے مسکرا کر کہا۔

''نگہم سے کچھ بات ہوئی ہے۔وہ کچھ چپ چپ سی تھی۔''انہوں نے جانچتی نگاہوں سے شہریار کو دیکھا جو خود گڑبڑا گیا تھا۔

''نن نہیں۔''

''شہریار! اگر تم دونوں میں کوئی تلخ کلامی ہو گئی ہے تو بیٹا تم اپنا رویہ نرم رکھ کر اسے منالو۔''

''امی! جب ایسی بات ہی نہیں ہوئی ہے تو میں کیوں مناؤں۔''وہ بھی اکڑ گیا۔

''میں نے شادی تمہاری زبردستی نہیں کی ہے۔پوچھ کر ہی کی ہے۔اگر تم کچھ الٹا سیدھا سوچ رہے ہو تو ذہن کو جھٹک دو۔ایک لڑکی کو ساری زندگی کے لیے اپنے نام کر کے لائے ہو۔''وہ ایک دم غصہ میں آ گئیں۔

''امی ..... امی آپ غصے جو سوچ رہی ہیں ایسی بات نہیں ہے۔''اس نے گھبرا کر انہیں شانوں سے پکڑ کر یقین دلایا۔وہ انہیں بتا کر مزید فکر میں مبتلا تو کرنا نہیں چاہتا۔انہیں سمجھا کر اطمینان تو دلا دیا لیکن جیسے وہ مطمئن نہ ہوئی تھیں۔شہریار سے مزید بات کیے بغیر اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں۔شہریار نے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔

☆☆☆

وہ دوپہر کے کھانے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔سنڈے تھا اس لیے ثروت بیگم خاص اہتمام کرتی تھیں۔نگہم نے کچن کی ملازمہ کی کھانے پکانے سے چھٹی کر دی تھی مگر ثروت بیگم نے اوپری کاموں کے لیے پھر بھی ملازمہ رکھی ہوئی تھی۔نذیراں اس کی مدد کر رہی تھی۔

''ارے سائیڈ پر تو چولہا جل رہا ہے۔''اس نے سمیر کو روکا جو اچک کر جدید اسٹائلش سے کچن کے درمیانی کول کاؤنٹر پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

''بھابی آج بھائی کی برتھ ڈے ہے۔''کول بھی وہیں آ گئی۔

''اچھا پھر کیا کیا جائے۔''وہ دونوں کو دیکھ کر مسکرانے لگی جو ہر وقت ہی اس کے ساتھ لگے رہتے تھے۔

''پھر یہ کیا جائے کہ بھائی کبھی اپنی برتھ ڈے نہیں مناتے ہیں۔نہ ہم سے گفٹ وغیرہ لیتے ہیں۔میں ہی زبردستی گفٹ دیتی ہوں۔''کول منہ بسور کر بتانے لگی۔

''بھابی آپ ان سے کہیے کہ زبردست سا ہمیں ڈنر کروائیں اس خوشی میں۔''سمیر نے دوٹوک انداز میں کہا۔

''جب وہ مناتے ہی نہیں تو فضول ہے۔''وہ بدستور پلاؤ پکانے میں مصروف بولی۔توجہ اس کی دونوں ہی جانب تھی۔

''اتنی کنجوس ہیں آپ۔ذرا سا اپنے میاں کا خرچ نہیں کروا سکتی ہیں۔''سمیر خفا ہونے لگا۔

''میرے میاں مجھ سے پہلے تم دونوں کے بھائی ہیں۔''اس نے سمیر کی پشت پر دھپ لگائی۔

''ہم کچھ نہیں جانتے۔آپ کو انہیں کہنا ہے۔ورنہ پھر ہم ناراض ہو جائیں گے۔''

''اچھا اچھا بولتی ہوں۔''

کچن کا کام ختم کر کے وہ اپنے بالوں کو لپیٹتی کمرے میں جانے لگی۔سنڈے کی وجہ سے شہریار ابھی تک بیڈ پر ہی لیٹا تھا۔ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔سارے اخبارات جمع کروا کر کمرے میں منگوا لیے تھے۔ان ہی کے مطالعے میں منہمک تھا۔

''سنیے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔''جھجکتی ہوئی وہ بیڈ کے سرے پر ہی ٹک گئی۔شہریار نے اخبار سے سر اٹھا کر ایک اچٹتی نگاہ گلابی کپڑوں میں ملبوس نگہم پر ڈالی جو پہلی بار اسے مخاطب کر رہی تھی۔

''جی کہیے میں سن رہا ہوں۔''اس کے سنیے کہنے پر ہی وہ جھوم اٹھا تھا اور اسے نگہم کی مشرقی ادا دل کو بھائی تھی۔

''کول اور سمیر کہہ رہے ہیں کہ آپ آج انہیں ڈنر باہر کروائیں۔''وہ کس قدر توقف کے بعد گویا ہوئی۔

''کس خوشی میں؟''ہنوز اس نے خود کو مصروف ظاہر کیا۔

''اس خوشی میں کہ آپ کی آج برتھ ڈے ہے۔بھائی اس بار کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔''کول اچھلتی کودتی اندر آ چکی تھی۔وہ دونوں ہی چونک گئے۔نگہم جھینپ کر بیڈ سے کھڑی ہو گئی۔

''بیٹا میں اپنی برتھ ڈے کب مناتا ہوں؟''شہریار نے جھٹ کہا۔

''بھائی اس بار ہم منائیں گے۔بھابی منائیں گی اور اس بار ہم سب آپ کو گفٹ دیں گے۔آپ کو لینا پڑے گا۔''وہ بیڈ پر چڑھ کر بیٹھ چکی تھی۔اکثر وہ شہریار سے جب بھی موڈ میں ہوتی ضد بھی کرتی تھی۔

''گفٹ تم سب دو گے۔''اس نے معنی خیز نگاہ چوری نگہم پر ڈالی جو نگاہ ترچھی کیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

''ہاں! ہم سب دیں گے کیوں بھابی۔''اب اس نے تائید نگہم سے بھی چاہی۔اس نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

''میری ایک شرط ہے۔گفٹ ایسا ہونا چاہیے جو کسی نے آج تک نہ دیا ہو۔''

اس نے بھی شرارت بھرے لہجے میں ذومعنی کہا تو نگہم نے چونک کر پہلو بدلا۔

''اوکے منظور ہے۔کیوں بھابی؟''

''ہاں ..... ہاں۔''وہ گڑبڑا گئی۔

کول یہ خبر دینے امی اور سمیر کے پاس دوڑی تاکہ سب جانے کی تیاری کر لیں۔نگہم نے اپنے چہرے پر بکھری لٹوں کو کانوں کے پیچھے کیا۔کچن میں کام کرنے کی وجہ سے حلیہ بھی عجیب ہی ہو رہا تھا۔

''سنیے محترمہ گفٹ زبردست ہی ہونا چاہیے۔''وہ پھر چھیڑنے سے باز نہ آیا۔

وہ سر جھکا کر رہ گئی۔شہریار کی شوخ نظروں اور باتوں کا مطلب وہ خوب سمجھ رہی تھی مگر اس دل کا کیا کرے جو ابھی تک اسے قبول ہی نہ کر سکا تھا۔ایک انجانا سا دھڑکا ہی لگا رہتا تھا کہ کب شہریار بدل جائے۔

''اپنی مرضی سے کچھ بھی لے لیجیے گا۔''بس اتنا ہی کہہ سکی۔

''واقعی اپنی مرضی سے کچھ بھی لے سکتا ہوں۔''وہ بیڈ سے اٹھا۔

نگہم گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔بیڈ کے قریب ہی تو کھڑی تھی۔دونوں کے شانے مس ہونے لگے تھے۔

''جی۔''سر ہلایا'شرمگیں لہجہ اسے کچھ بولنے ہی نہیں دے رہا تھا۔

''اپنی بات پر قائم رہیے گا'اپنی مرضی سے لوں گا۔''یہ کہہ کر وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا۔نگہم نے اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا۔دل دھک دھک کرنے لگا۔شہریار سے ڈر محسوس ہوا۔اگر اس نے کوئی ایسی ویسی فرمائش کر دی تو وہ کیا کر سکے گی۔

شام میں ہی وہ تینوں کو لے کر نکل گیا تھا۔ثروت بیگم نے طبیعت کی خرابی کا عذر پیش کر دیا تھا۔اس لیے وہ گھر رک گئی تھیں۔شہریار نے انہیں مختلف جگہوں پر گھمایا پھر رات کو شان دار سے ریسٹورنٹ میں زبردست سا ڈنر کرایا۔واپسی پر نگہم کو ہاتھوں اور بالوں کے لیے گجرے دلوائے جو کول نے جھٹ پہنا بھی دیے۔ہنستے کھلکھلاتے وہ لوگ گھر آئے تھے۔اس بار شہریار نے کول اور سمیر کا گفٹ بھی قبول کر لیا۔مگر نگہم سے ابھی فرمائش تک نہ کی تھی۔

''کیا بات ہے۔آپ مجھے گفٹ دینا بھول رہی ہیں۔''شہریار نے کمرے میں آتے ہی اسے ٹوکا جو بالوں سے گجرے نکال رہی تھی۔دھک سے رہ گئی۔

''میں سارے راستے آپ سے پوچھتی ہی رہی تھی۔''تنک کر جواب دیا۔

''چلیے اب پوچھ لیں۔''وہ معنی خیزی سے بولتا ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں اس کی پشت پر کھڑا تھا۔نگہم نے لب بھینچ لیے۔وہ شہریار کی معنی خیزی سمجھ رہی تھی۔

''اتنی رات کو کوئی گفٹ۔''وہ گھبرانے لگی۔لبوں پر زبان پھیری۔

''اتنی رات کو ہی تو بڑے گفٹ ملتے ہیں۔''وہ بے باکی سے بولتا اس کے بالوں میں لگے گجرے کو قریب جا کر سونگھنے لگا۔پہلی جسارت اس نے ترنگ میں کی۔

''وہ لیکن میں تو .....''اس نے شہریار کے اس طرح شوخ ہونے پر خطرے کی گھنٹی محسوس کی۔فوراً اسٹول سے کھڑی ہو گئی۔وہ اس کی کیفیت سے محظوظ ہوا۔

☆☆☆

''یا تو آپ بے وقوف ہیں یا مجھے بنا رہی ہیں۔''وہ طنز کرنے لگا۔

''میں آپ کی کسی بات کا مطلب نہیں سمجھ پاتی ہوں۔''

''لگتا ہے تمہیں سمجھانے کے لیے عملی قدم اٹھانے پڑیں گے۔ کیوں کہ زندگی اس طرح نہیں گزر سکتی ہے محترمہ۔آپ اور میں دو کناروں پر کھڑے ہیں۔اور میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ آخر آپ میرے قریب آتے ہوئے اتنا بوکھلاتی کیوں ہیں۔''شہریار تیز لہجے میں بولا۔نگہم تو شرم کے مارے کانپنے ہی لگی تھی۔کتنی واضح بات وہ کر رہا تھا اور وہ اپنے اندر کا خوف کیسے بتائے۔وہ تو خود اس طرح کب چاہ رہی تھی۔

''آپ کیا سمجھتی ہیں۔شادی صرف دو بول نکاح کے پڑھوانے سے نبھتی ہے۔ اس کے کچھ فطری تقاضے بھی ہوتے ہیں۔پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہیں۔تھوڑا مطالعہ ازدواجی زندگی کا بھی کر لیں کہ میاں بیوی کے شادی کے کیا ریلیشن ہوتے ہیں۔''وہ تو آج پھٹ ہی پڑا ورنہ تو کئی دنوں سے وہ ضبط کے مراحل سے گزر رہا تھا۔اور پھر ثروت بیگم کے سامنے وہ مزید کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا تھا کہ انہیں شک ہو۔نگہم نے رونا شروع کر دیا۔

شہریار ہتھیلی پر مکا مار کر رہ گیا۔اس کی وہ کوئی بات سمجھ ہی نہیں رہی تھی۔

اس دن کے بعد شہریار کا موڈ ہی آف ہو گیا۔ضرورت کے وقت ہی بات کرتا تھا ورنہ کمرے میں جا کر وہ اجنبی ہی بن جاتا تھا جو تھوڑی بہت وہ بات چیت کرتا تھا وہ بھی موقوف تھی۔نگہم کو شہریار کا سرد رویہ رلانے لگا تھا۔آخر وہ اپنی اس الجھن کو کس سے شیئر کرے ایک جوہی ہی تھی۔جھٹ اسے فون کر کے بلایا۔

''تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔'' جوہی اس کی سننے کے بعد اسے سنانے لگی اور وہ اضطرابی کیفیت میں مبتلا ناخن دانتوں سے کاٹ رہی تھی۔

''اتنے اچھے ہیں شہریار بھائی۔اگر انہیں کرنی ہوتی نا کسی بھی خوب صورت لڑکی سے شادی تو پہلے کر چکے ہوتے۔تم یہاں موجود نہ ہوتیں۔''

''جوہی! میں ان کے ساتھ سوٹ نہیں کرتی ہوں۔''وہ روہانسی ہو گئی۔

اندر داخل ہوتے شہریار کے قدم نگہم کی آواز پر رک گئے۔وہ ناسمجھی کی کیفیت میں مبتلا ٹرانس میں مبتلا ہو گیا۔سماعتیں اس کی کیا سن رہی تھیں۔

''دن بدن تو خوب صورت ہوتی جا رہی ہو۔اور تم اپنے دماغ سے یہ فضول خیال کیوں نہیں نکال دیتی ہو کہ تم شہریار بھائی کے مقابلے میں عام سی لڑکی ہو۔''

''وہ اتنے ہینڈسم سے سرخ و سپید اور میں سانولی سی ذرا سی بھی تو ٹھیک نہیں لگتی ہوں۔اگر کل انہیں کسی خوب صورت سی لڑکی سے محبت ہو گئی تو میں تو مفت میں ماری جاؤں گی ناں۔''وہ باقاعدہ رونے لگی۔

''نگہم......نگہم آخر تمہارے دماغ کا فتور میں کیسے نکالوں؟''وہ بھی شدت سے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اندر کے غصے کو دبانے لگی۔

''رمیز بھائی اور تم نے مجھے پھنسایا ہے۔اتنے اونچے گھرانے میں میری شادی کروا دی۔اور مجھے تم دونوں سے یہی شکایت ہے۔''

''اوہ مائی گاڈ۔اب سمجھ میں آئی نگہم صاحبہ آپ کے گریز کی وجہ۔''شہریار حیرانگی سے خود سے ہی ہم کلام ہوا۔اسے یہ بھی سکون ہوا کہ نگہم کی پرابلم اسے پتہ چل گئی تھی اور اب اس کے اندر کا ڈر خوف دور کرنا تھا۔لیکن تھوڑا حساب کتاب کر کے۔تھوڑا وہ بھی تو تڑپ کا مزہ چکھے۔وہ سیدھا ثروت بیگم کے کمرے میں ہی چلا گیا۔اتفاق سے آفس سے جلدی آ گیا تھا۔سوچا تھا کہ نگہم کو اس کے میکے لے جائے گا کیوں کہ اس کی امی کا فون آیا تھا۔

''جوہی آئی تھی۔ ملے تم اس سے؟''ثروت بیگم کمرے میں چلی آئیں۔وہ بلیک پینٹ اور کوٹ میں جوتوں سمیت ہی ان کے جہازی سائز بیڈ پر دراز تھا۔

''کب آئی تھی۔میں نے تو نہیں دیکھا۔''وہ انجان بننے لگا۔

''تم کمرے میں نہیں گئے۔''وہ حیران ہوئیں۔

''نہیں۔''اس نے نفی میں سر ہلایا۔

''ویسے امی آج لنچ میں کیا بنا تھا؟''شہریار نے ان کی بات کا رخ ہی پلٹ دیا تاکہ دوبارہ اس سے پوچھ گچھ شروع نہ کر دیں۔

''نگہم نے کڑاہی گوشت بنایا تھا۔''

''چکن کڑاہی۔''وہ سن کر خوش ہو گیا۔پسندیدہ ڈشوں میں شمار ہوتی تھی ورنہ نرگسی کوفتے وہ زیادہ شوق سے کھاتا تھا۔

''نگہم گھر میں مرغی کا گوشت آنے ہی نہیں دے رہی ہے۔برڈ فلو کی وجہ سے۔''انہوں نے آگہی دی۔

''آپ کی بہو کو سارے جہان کی خبر ہے۔ایک نہیں ہے تو مجھ ناچیز کی۔''اس نے سلگتا ہوا تیر پھینکا۔نگہم جو اندر آ گئی تھی۔بلیو کپڑوں میں روئی روئی اس کی آنکھیں نمایاں تھیں۔

''سب سے زیادہ تمہاری ہی فکر رہتی ہے اسے۔''

''اس میں کچھ شک نہیں۔میری فکر میں تو ان کا یہ حال ہوا ہے۔''پُر معنی خیزی سے طنز کیا۔نگہم پہلو بدل کر رہ گئی۔مگر شہریار کی باتوں پر اسے افسوس بھی ہوا۔

''زیادہ تنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اتنی پیاری تو میری بہو ہے۔دیکھنا میرے سارے پوتی پوتے بھی پیارے ہی ہوں گے۔''انہوں نے وفور جذبات سے کہہ کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔وہ شرما ہی گئی۔

''انہیں یہ بتا دیں کہ واقعی یہ پیاری ہیں۔''پھر وہ بولنے سے باز نہ آیا۔

''کر لیں طنز مفت کی مل گئی ہوں ناں۔''وہ روہانسی سی ہو گئی۔ویسے ہی کافی دیر پہلے رو چکی تھی۔ثروت بیگم نے اسے اپنے گلے سے لگا لیا۔شہریار نے پُرسوچ سی نگاہ اس پر ڈالی اور کمرے سے ہی چلا گیا۔

''ارے نگہم بیٹی! اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ وہ تمہیں بس تنگ کر رہا تھا۔اس کی باتوں کا برا مت مانا کرو۔''انہوں نے سمجھایا۔وہ تو اتنی مشفق ہستی کے آگے خوب ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔وہ تھک چکی تھی اپنی اس چوروں والی زندگی سے۔وہ بھی خوش ہونا چاہتی تھی۔شہریار کے سنگ رہنا چاہتی تھی۔مگر یہ ڈر و خوف کیسے دور ہوگا۔

اب تو شہریار اسے جان بوجھ کر دل جلانے والی باتیں کرنے لگا تھا۔بات بات پر طنز کرنے لگا تھا اور پھر وہ کمرہ بند کر کے خوب روتی۔ایک یہی آنسو تو تھے جو بہا کر وہ دل کا بوجھ ہلکا کر لیتی ہے۔رات کو اپنے بیڈروم میں اس وقت آتی جب شہریار سو چکا ہوتا۔

عشاء کی نماز اتنی لمبی ہو جاتی کہ دعا کرتے وقت اتنا زار و قطار روتی کہ شہریار کی آنکھ کھل جاتی۔وہ تاسف بھری سانس بھر کر رہ جاتا جو اپنے دل میں فضول سے خدشوں کو پال رہی تھی۔اسے نگہم کا معصوم سا چہرہ بہت ڈسٹرب کرتا مگر خود پر ابھی اس نے پہرے بٹھائے ہوئے تھے۔

''بھائی کوئی لڑکی تھی آپ کو پوچھ رہی تھی۔''سمیر ڈرائنگ روم میں اسے اطلاع دینے آیا۔شہریار دیر سے آیا تھا۔اس لیے رات کا کھانا بارہ بجے کھا رہا تھا۔نگہم نے چونک کر اسے دیکھا۔

''رباب ہو گی۔''وہ اطمینان سے کہتا ہوا کھانے میں مشغول ہو گیا۔

نگہم اس کے ساتھ والی چیئر پر ہی بیٹھی تھی۔اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔جس کا اسے دھڑکا تھا وہ سب ہو رہا تھا۔

''پلیز پانی دیجیے گا۔''اس نے سوچوں میں گم نگہم کو مخاطب کیا۔

وہ لب کاٹتی جگ سے پانی انڈیلنے لگی۔شہریار ہلکی سی مسکراہٹ لیے اسے بغور دیکھ رہا تھا۔جس کے چہرے کے رنگ ہی اڑ گئے تھے۔

''بھائی! آپ انہیں فون ضرور کر لیجیے گا۔''سمیر ہانک لگاتا چلا گیا۔

''ہاں کر لوں گا۔اس کے سیل پر ہی کروں گا۔اب کیا مسئلہ ہو گیا اس کے ساتھ؟''گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔

نگہم ٹیبل سے برتن سمیٹنے لگی کیوں کہ وہ کھا چکا تھا۔جلد از جلد وہ شہریار کی نگاہوں سے اوجھل ہونا چاہتی تھی۔شہریار اپنے سیل سے رباب کو رنگ کر چکا تھا۔

''کیا مسئلہ ہو گیا تھا یار۔''وہ بڑی ترنگ میں گویا ہوا۔

نگہم نے تو دانت ہی پیس لیے۔دھڑ سے ٹیبل پر چمچ گرے۔شہریار نے فہمائشی نگاہ اس پر ڈالی جو جزبزسی اٹھانے لگی۔

''تم بات تو بتاؤ کیا ہے؟''شہریار نے اپنی نظروں کے حصار میں نگہم کو رکھا ہوا تھا جو ٹیبل صاف کر رہی تھی۔مگر انداز اس کا بہت تپا ہوا تھا جو شہریار نوٹ کر رہا تھا۔

''اس وقت آ جاؤں۔لیکن یار پوری رات وہاں رہنا پڑے گا۔

''اوکے......اوکے میرے ساتھ ایسا مسئلہ نہیں ہے۔میری وائف کو آج تک مجھ پر اعتراض ہی نہیں ہوا۔اور پھر اپنی وائف کے لیے میں نہ ہونے کے برابر ہوں۔''

وہ تاک تاک کر وار کر رہا تھا اور وہ اندر ہی اندر گرم گرم گھونٹ بھر رہی تھی۔جس کی مجبوری تھی کہ شہریار کی ساری گفتگو سننا۔آنکھوں میں نمکین پانی اترنے لگا۔

گفتگو کرنے کے بعد شہریار نے سیل آف کیا اور چیئر کھسکا کر کھڑا ہو گیا۔

''مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔شاید صبح آؤں۔''وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ڈائننگ روم سے نکلا۔وہ تلملا کر ہی رہ گئی۔بیوی سے زیادہ اس کے نزدیک ایک غیر لڑکی اور نامحرم اہم ہو گئی ہے۔

شہریار ایزی سا فان کلر کا کرتا شلوار زیب تن کر کے کمرے سے باہر آ گیا۔اس وقت وہ کچن میں برتن دھو رہی تھی۔

''سنیے پلیز ذرا اس کرتے کا بٹن تو لگا دیں۔''وہ گریبان کا بٹن ہاتھ میں لیے آیا۔نگہم نے جھٹ آنسو صاف کیے۔وہ اپنی کوئی کمزوری اس پر آشکار نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''جی اچھا۔''سنک کا نل بند کر کے وہ ناول سے ہاتھ پونچھنے لگی۔

''آپ اندر آ جائیں سوئنگ بکس کمرے میں ہے۔''

شہریار سر ہلاتا اس کے پیچھے ہی آ گیا۔نگہم ڈرائنگ روم سے جا کر سوئنگ بکس لے آئی۔ہم رنگ دھاگہ نکالا اور سوئی میں ڈالنے لگی۔دونوں کمرے کے وسط میں کھڑے تھے۔شہریار کے ہونٹوں پر اب ہمہ وقت مسکراہٹ ہی رہتی تھی۔وہ اچک کر اس کے گریبان کا بٹن ٹانکنے لگی مگر لمبے چوڑے شہریار کے آگے وہ بالکل بچی ہی لگ رہی تھی۔شہریار کو احساس ہوا تو وہ بیڈ کے سرے پر ٹک گیا تاکہ وہ آسانی سے بٹن لگا سکے۔نگہم کی گرم گرم سانسیں شہریار کے سینے کو چھو رہی تھیں۔نرم نرم ہاتھوں کا لمس اس کے وجود سے ٹچ ہو رہا تھا۔وہ بٹن لگانے کے بعد دھاگہ منہ سے کاٹنے کے لیے اس کے اتنے قریب ہو گئی کہ شہریار نے اپنی بانہوں کا گھیرا تنگ کر دیا۔وہ تو کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی۔مگر سوئی شہریار کے سینے میں چبھ گئی۔

''اف مر گیا۔''وہ سی کر کے رہ گیا۔

نگہم تو بوکھلا ہی گئی۔شرمندگی الگ ہوئی۔بے اختیار اس کے سینے پر لب رکھ دیے۔وہ اس کی بے ساختہ حرکت پر حیرت و انبساط کی تصویر بن گیا۔

''بس اب ٹھیک ہو گیا۔''اس نے مسکرا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

وہ تو کانوں کی لوؤں تک سرخ ہو گئی۔جھینپ کر ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔

شہریار فتح مندی سے قہقہہ مار کر رہ گیا۔اس نے آج تو نگہم کا نیا روپ ہی دیکھا۔

اس کا مطلب ہے اس کا بنایا ہوا پلان کامیاب ہوا۔وہ نگہم کی زبان سے وہ سب اگلوانا چاہتا تھا جو اس کے لیے منفی سوچ لیے بیٹھی تھی۔

''اونہہ۔ بیوی موجود ہے لیکن پرائی اور نامحرم لڑکی سے اپنا دل لگایا ہوا ہے۔ پھر مجھ سے شادی ہی کیوں کی تھی۔ اسی بات کا ڈر تھا۔ خوب صورت سی لڑکی ملے گی اور مجھے فالتو اور بے کار چیز سمجھ کر بھلا دیں گے۔ جتنے آنسو اس نے بہانے تھے۔ وہ اس نے اس رات کو بہائے۔ شہریار بھی کمرے میں موجود نہ تھا۔ وہ پوری رات ڈریسنگ روم میں ہی بند رہی۔ صبح فجر کے وقت باہر نکلی مگر شہریار کو بیڈ پر سوئے ہوئے دیکھا تو حیران رہ گئی۔ وہ کب آیا اور گیا جو اسے خبر ہی نہ ہوئی۔ سوجی ہوئی آنکھوں پر ٹھنڈے پانی کے چھپاکے مارے اور وضو کر کے نماز ادا کرنے کھڑی ہوگئی۔

''یا اللہ مجھے تو معاف کردے۔ میں تیری ناشکر بندی بن گئی ہوں۔'' وہ نماز کے بعد دعا مانگ رہی تھی۔ آواز اتنی اونچی تھی کہ وہ احساس ہی نہ کر پائی کہ شہریار وہیں سو رہا ہے اور اس کی آنکھ بھی کھل سکتی ہے۔

''یا اللہ میں شہریار کو پسند آجاؤں۔ وہ مجھے چاہنے لگیں۔ کسی دوسری کا خیال ان کے دل سے نکال دے۔'' وہ رو رو کر دعا کر رہی تھی۔ شہریار اس سرپھری اور سمجھ میں نہ آنے والی لڑکی کو فہمائشی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اتنی خائف تھی۔

☆☆☆

''نگہم! تم برا مت ماننا۔ ایک بات میں تم سے کہنا چاہتی ہوں۔ اگر تم شہریار سے دور دور رہو گی تو ضرور وہ کسی دوسری راہ پر چل پڑے گا۔''

''امی میں تو ایسا کچھ نہیں کرتی۔'' وہ شرمندگی سے گویا ہوئی۔

''میں سب دیکھتی ہوں۔ ایسا لگتا ہے۔ تم کچھ الجھی الجھی رہتی ہو۔''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' اس نے نگاہ چرائی حالاں کہ وہ سمجھ بالکل ٹھیک ہی رہی تھیں۔ نگہم کی حرکات وسکنات سب پر ان کی نگاہ رہتی تھی۔

''مجھے یقین ہے۔ ایسی ہی کوئی بات ہوگی۔ اور اگر ہے بھی تو مجھے بتانا نہیں چاہو گی۔'' وہ خاصی مشکوک انداز میں اسے دیکھ رہی تھیں جو ان کی نگاہوں سے پزل ہو رہی تھی۔ وہ کتنا کتنا سچ کہہ رہی تھیں۔ اس کا شرمندگی سے برا حال ہوگیا۔

''اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو ضرور بتاتی۔'' اس نے رک رک کر کہا۔

''کیا بحث چھڑی ہوئی ہے۔'' بلیک پینٹ اور کوٹ میں تھکا تھکا سا شہریار کوریڈور کراس کرتا لاؤنج میں چلا آیا اور دھڑ سے کاؤچ پر گر گیا۔

''ٹائم دیکھا ہے تم نے۔ کیا ہو رہا ہے؟'' انہوں نے نگہم کو چھوڑ کر اپنی توپوں کا رخ اس کی جانب کردیا۔ خوب صورت سی دیوار گیر کلاک کی سوئیوں نے بارہ کا ہندسہ کراس کرلیا تھا۔

''اوہ سوری۔ وقت کا پتہ ہی نہیں چلتا ہے۔'' اس نے نگہم کی طرف دیکھ کر کہا۔

وہ آنکھوں میں نمی لیے وہاں سے اٹھ گئی۔ اس میں اتنا ضبط نہیں تھا کہ شہریار کی دل جلانے والی کٹیلی گفتگو کو سن سکے۔

''یہ کیا تماشا لگایا ہوا ہے تم نے؟'' وہ تو اس پر چڑھ دوڑیں۔

''امی! کیسا تماشا۔'' وہ انجان بنا۔

''دیکھو شہریار میں تمہیں آج پہلی اور آخری بار کہہ رہی ہوں۔ اگر تم کسی لڑکی وغیرہ کے چکر میں پڑے نا تو اچھا نہیں ہوگا۔''

''امی۔ امی آپ سے کس نے کہہ دیا۔'' وہ تو جھٹکا کھا کر رہ گیا۔

''یہ رباب کون ہے۔ جس کے پاس آج کل تمہارے رات دن گزر رہے ہیں۔ تمہیں ذرا احساس نہیں بیوی تمہاری موجود ہے۔ اور تم غیر لڑکی میں دلچسپی لیتے پھر رہے ہو۔''

''اول تو امی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کبھی اپنی بہو سے بھی یہ باز پرس کرلیں کہ اس کے ساتھ ایسا کیا مسئلہ تھا کہ جو اول روز سے وہ مجھے اگنور کرتی آرہی ہے' اگر اسے کوئی دوسرا پسند تھا تو مجھ سے شادی کیوں کی تھی؟'' وہ الٹا الزام نگہم کو دینے لگا۔

''امی یہ جھوٹ ہے۔'' وہ کچن سے اس کی ساری باتیں سن رہی تھی۔ آخری بات اس نے کچن سے نکلتے ہوئے سن لی جو اس کے دل پر جا لگی۔

''میں کسی کو پسند نہیں کرتی تھی۔ بلکہ انہیں میں ہی پسند نہیں ہوں۔ یہ تو مرد ہیں۔ نقصان ان کا نہیں میرا ہوا ناں۔ عام سی شکل کی ہوں ناں جب ہی یہ.....'' وہ تو پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ثروت بیگم تو متوحش رہ گئیں۔ نگہم یہ کیا کہہ رہی تھی۔ انہوں نے تو کبھی نگہم کے لیے ایسا نہیں سوچا تھا۔ کتنی بڑی غلط فہمی کا شکار تھی۔

''میں نے اپنی امی سے' جو ہی سے' سب سے منع کیا تھا۔ نہیں کریں میری شادی لیکن کسی نے میری نہ مانی۔ نقصان تو میرا ہو رہا ہے ناں۔''

''شٹ اپ۔'' شہریار پوری شدت سے دھاڑا۔ ''یہ بکواس ہے۔''

''بکواس نہیں۔ جو حقیقت ہے۔ وہ بیان کر رہی ہوں۔ میں نے شروع سے اپنے آپ کو رجیکٹ کرتے ہی برداشت کیا ہے۔ میں عام سی ہوں تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ آخر آپ سارے مرد اتنے حسن پرست کیوں ہوتے ہیں۔ کیوں اس طرح کرتے ہیں۔ آخر بتایئے کیوں۔'' وہ گھٹنوں کے بل بیٹھی رو رہی تھی۔ دل کا سارا درد وہ بہانا چاہتی تھی جو اندر پل رہا تھا۔

''ہر بار میں نے تنقید کا سامنا کیا ہے۔''

ثروت بیگم کا دل رونے لگا۔ انہیں نگہم کے آنسو تکلیف دینے لگے۔ اسے بڑھ کر گلے سے لگا لیا۔ وہ ان کے سینے میں منہ چھپا کر رو دی۔ شہریار کا آج سارا مقصد پورا ہوگیا تھا۔ وہ نگہم کے اندر کا ابال نکالنا چاہتا تھا اور آج نکل گیا تھا۔ ایک دم ہی پرسکون ہوگیا تھا۔ اس نے تو نگہم کو سچے جذبوں سے چاہا ہے۔ اور خلوص دل سے اس کی طرف بڑھا ہے۔ اس کی سادگی' اس کا ہر انداز بناوٹ سے پاک تھا۔ اور اسے ایسی ہی لڑکی تو چاہیے تھی۔ حسن کو اس نے کبھی اہمیت دی ہی نہ تھی۔ محبت اور پاکیزگی سادگی یہ سب اس کا آئیڈیل تھے۔

☆☆☆

اس نے اپنے سامان کی پیکنگ کرنی شروع کردی تھی۔ مسلسل روئے بھی جا رہی تھی اور ثروت بیگم اسے سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھیں۔ آج پھر اس کے ساتھ وہی ہوا تھا۔ شروع سے اپنے ساتھ یہی ہوتے پایا تھا۔ رجیکٹ کیا جانا۔

''پلیز امی مجھے مت روکیے۔''

''بیٹا! تم جو سوچ رہی ہو۔ شہریار ایسا بالکل نہیں ہے۔'' وہ اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرچکی تھیں مگر وہ رکنے کو تیار ہی نہ تھی۔

''امی! میں نے خود انہیں کسی لڑکی سے بات کرتے سنا ہے۔ جب ان کے دل میں میری جگہ ہی نہیں تو اس گھر میں رہنے کا فائدہ۔'' سوٹ کیس بند کرنے کے بعد بیڈ سے نیچے اتارا۔ وہ ہاتھوں کی پشت سے آنسو پونچھے جا رہی تھی۔

''اگر تم نے یہاں سے جانے کی کوشش کی نا تو یاد رکھنا نتائج کی ذمہ دار تم خود ہوگی۔'' شہریار اندر آچکا تھا۔ کل سے وہ نگہم کا نخوت زدہ رویہ برداشت کر رہا تھا۔ اب ضبط جواب دے گیا تو وہ بول اٹھا۔

''ہر بات خود سے سوچتی ہو۔ اور کرتی جاتی ہو۔ کسی کی سنتی ہی نہیں ہو۔'' اس نے ثروت بیگم کا لحاظ کیے بغیر غصے سے بھرپور انداز میں نگہم کا بازو پکڑا۔

''شہریار بیٹا! یہ کیا کر رہے ہو؟'' وہ تو اس کے جارحانہ انداز پر متفکر سی اس کے قریب آئیں۔ تاکہ اسے روک سکیں۔

''امی! بس بہت ہوگیا تماشہ۔ اب میں جو چاہوں گا وہ یہ کریں گی محترمہ۔'' اس ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے اس کی فسوں خیز آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔ نگہم ایک لمحے کو کانپ ہی گئی۔ کیسے شعلے نکل رہے تھے۔ اس کی آنچ سے اس کا چہرہ جلنے لگا۔

''خالی کرو سوٹ کیس۔ اور یہ رونا دھونا بند کرو۔'' وہ دھاڑا۔

''شہریار کس لہجے میں بات کر رہے ہو۔'' ثروت بیگم برہم ہوئیں۔

''بس امی آپ کچھ نہیں بولیں گی۔ جتنی میں نے ان کے ساتھ نرمی رکھی ہے۔ یہ اتنی ہی میرے خلوص پر شک کرتی رہی ہیں۔''

نگہم وحشت زدہ سی سکتے میں آگئی۔ وہ کتنا غضب ناک وہ لگ رہا تھا۔ اس کا یوں جارحانہ اور سرد رویہ وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی ورنہ تو ہلکی پھلکی طنز بازی ہی دونوں کے درمیان چل رہی تھی۔

''بیٹا! یہ لوگوں کے رویوں سے ڈری ہوئی ہے۔''

''ان کا یہ ڈر میں اب اچھی طرح نکالوں گا۔'' اس نے سوٹ کیس اٹھا کر بیڈ پر رکھا اور کھول کر اس کے سارے کپڑے بیڈ پر بکھیر دیے۔

''سنبھال کر رکھ دینا جب تک میں کمرے میں آؤں' ساری چیزیں اور حتی کہ تم بھی جگہ پر ملو گی۔ آئی سمجھ۔'' وہ حکمیہ انداز میں کہتا تیزی سے چلا گیا۔

نگہم تو لب کاٹتی آنسو بہائے گئی۔ ثروت بیگم تاسف بھری سانس بھرتی چلی گئیں۔ اس وقت نگہم کو کچھ کہنا اسے کمزور کرنا تھا۔ وہ افسردہ سی کمرے سے نکل گئیں۔ نگہم پر شاید شہریار کی دھاڑ کا ہی اثر تھا کہ جلدی جلدی سارے کپڑے واپس وارڈروب میں رکھے۔ بیڈ کو درست کیا۔ سوٹ کیس اٹھا کر ڈریسنگ روم میں رکھا اور جلدی سے کمرے کی لائٹ آف کر کے لیٹ گئی۔ اپنی ہار کا نظارہ وہ پیش نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کئی گھنٹوں بعد وہ آیا تھا۔ نگہم کی آنکھوں سے نیند نداردتھی۔

''محترمہ پر میرے غصے کا اثر ہوگیا ہے۔ جب ہی کمرہ سدھرا ہوا ہے۔'' شہریار مبہم سی مسکراہٹ لیے سوچ رہا تھا۔ نگہم کروٹ لیے لیٹی تھی۔ پتہ نہیں سو رہی تھی یا جاگ رہی تھی۔ اس کے وجود میں حرکت نہیں تھی۔ وہ کپڑے چینج کر کے اپنی جگہ پر آکر لیٹ گیا۔ اسی وقت نگہم تلملا کر اٹھی مگر شہریار نے اس کو گھسیٹ کر اپنے پہلو میں گرا لیا۔

''فضول کے نخرے اب میں برداشت نہیں کروں گا۔'' وہ اس کے اتنے قریب تھا کہ سانسوں سے سانسیں ٹکرانے لگیں۔ نگہم اچانک افتاد پر گڑبڑا گئی۔ دل دھڑ دھڑ کرنے لگا۔

''چھوڑیے مجھے۔'' اس نے کسمسا کر اپنی کلائی چھڑانے کی ناکام کوشش کی مگر گرفت مضبوط تھی۔

''تمہیں چھوڑا ہوا تھا جب ہی تو الٹی سیدھی تمہارے دماغ میں بھری ہوئی ہے۔''

''مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ۔'' وہ چیخی۔

''لیکن مجھے ساری زندگی رہنا ہے۔ تمہارے ساتھ اور اپنے بچوں کے ساتھ۔'' اس نے دانت پیس کر کہا۔

''آپ دھوکے باز ہیں۔ فریبی ہیں۔ چھوڑیے مجھے۔''

''اب تو گزارا کرو دھوکے باز اور فریبی کے ساتھ۔'' وہ اپنی کیے جا رہا تھا اور وہ مزاحمت کیے جا رہی تھی۔ لیکن کب تک وہ مضبوط توانا تھا۔ اس کا کب تک مقابلہ کرتی۔ آخر بکھر ہی گئی اس کے آگے اور وہ سمیٹتا رہا۔

پوری رات اس کی آنکھ نہ لگی تھی۔ اپنی قسمت پر روتی رہی۔ اگر اس کی شادی ہوئی تھی تو ایسے شخص سے جو لڑکیوں کا عاشق تھا۔ گھر میں دل لگانے کو بیوی اور باہر غیر عورتیں۔

شہر یار پرسکون نیند سو رہا تھا۔ آج اس نے نگہم کو جیت لیا تھا۔ اس کے سارے وہم اور خدشوں کی وجہ سے۔ مگر وہ اسے آہستہ آہستہ ہی اس کی اہمیت بتانا چاہتا تھا۔ مگر سب سے پہلے اسے اپنائیت کا' محبت کا اور اپنے وجود کا احساس دلایا۔ وہ اس کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہے اور وہ کتنا چاہتا ہے۔ مگر نگہم تو کچھ سننے کو تیار ہی نہ تھی۔

ڈریسنگ روم میں بند ہوگئی تھی۔ اس نے بھی زیادہ بحث نہ کی کیوں کہ اس وقت نگہم کو کچھ سکون بھی دینا چاہتا تھا۔

☆☆☆

دو دن سے اس کھانا پینا تک چھوڑا ہوا تھا۔ ہر وقت ڈریسنگ روم میں بند رہتی تھی۔ کومل اور سمیر اس کے رویے سے ابھی تک لاعلم ہی تھے کہ اچانک ہی اسے کیا ہوا۔ ورنہ تو تینوں محفل جمائے رہتے تھے۔ کومل الگ افسردہ سی تھی۔ شہر یار سے اپنی بہن کی افسردگی دیکھی نہ گئی۔ وہ اسی وقت آفس سے آیا تھا۔ بڑے غضب ناک انداز میں وہ کمرے میں آیا تھا۔ وہ ہنوز اندر بند تھی۔

''نگہم! اگر آپ ابھی اور اسی وقت ڈریسنگ روم سے باہر نہیں آئیں تو نتائج کی ذمہ دار آپ ہوں گی۔'' وہ دونوں ہاتھ پشت پر جمائے آگ برساتے لہجے میں گویا ہوا۔ کئی لمحے گزر گئے۔ مگر اندر سے کوئی آواز نہ سنائی دی۔ آہستگی سے لاک گھمایا۔ دروازہ کھل گیا۔ اندر اس نے قدم رکھے۔ یہ دیکھ کر تو اسے جھٹکا ہی لگا۔

نگہم بے سدھ پڑی تھی۔ بے ترتیب سا اس کا انداز تھا۔ شہر یار نے گھبرا کر اسے اپنی بانہوں میں لیا۔ وہ تیز بخار میں پھنک رہی تھی۔

''اف مائی گاڈ۔ یہ کیا ہوگا؟'' وہ لب کچلتا متفکر سا اسے اٹھا کر بیڈ پر ڈالا۔ نگہم کے چہرے پر زردیاں گھلی ہوئی تھیں۔ اسے پتہ تو تھا کہ دو دن سے اس نے کچھ نہیں کھایا ہے۔ جلدی سے وہ ثروت بیگم کو بتانے ان کے کمرے میں گیا۔ اور پھر قریبی کلینک سے ڈاکٹر کو لے آیا۔

''انہیں غذا نہ کھانے کی وجہ سے نقاہت ہوئی ہے۔ اس لیے بخار ہو رہا ہے۔'' ڈاکٹر شفیق نے سوچوں میں ڈوبے وائٹ کرتے شلوار میں ملبوس شہر یار کو مخاطب کیا۔

''ایسی بے ہوشی میں کھا تو سکتی نہیں ہیں۔ میں ڈرپ لگا دیتا ہوں۔ ان کی حالت بہتر ہو جائے گی۔''

''ڈاکٹر صاحب! ڈرپ یہاں گھر میں لگ جائے گی ناں۔'' شہر یار نے ڈاکٹر کے ہاتھ سے پرچہ لیا۔

''میں اپنے کمپاؤڈر کو بھیج دوں گا۔ وہ یہاں لگا دے گا۔'' وہ اپنا بکس بند کرنے لگے۔ شہر یار انہیں چھوڑنے چلا گیا۔ کمپاؤڈر نے آ کر ڈرپ لگا دی تھی۔ ثروت بیگم تو اس کے سرہانے سے ہلی نہیں تھیں۔

''شہر یار میں نے کہا بھی تھا کہ تم غصے سے بات مت کرو۔''

''امی! آپ نے دیکھا نہیں تھا۔ مسلسل مجھے ہی غلط سمجھ رہی تھیں۔'' وہ خود الگ بے چین ہو رہا تھا۔ مسلسل نگہم کا ماتھا چھو کر بخار چیک کیے جا رہا تھا کہ کتنا کم ہوا۔

''پیار سے محبت سے سمجھاتے۔''

کومل اور سمیر اندر آ گئے تو وہ چپ ہوگئی تھیں۔ وہ دونوں خاموشی سے بیٹھ گئے۔ شہر یار کمرے سے چلا گیا۔ اس کی تو حالت ہی خراب ہوگئی تھی۔ نگہم کے میکے میں بھی خبر نہ دی تھی۔ جوہی کو اس نے فون کر کے بتا دیا تھا۔ وہ فوراً ہی آ گئی تھی۔

''ایک تو تم نے اسے ڈانٹا۔ اس پر مستزاد اس کے ساتھ زبردستی کی۔'' رمیز اسے لعنت ملامت کر رہا تھا۔ شہر یار خفت میں مبتلا سر جھکائے سنگل صوفے پر بیٹھا تھا۔

''کیا کرتا۔ مجھے غلط جو سمجھ رہی تھی۔'' وہ جھلا گیا۔

''واہ یار واہ...... ایک تو تم نے اسے یقین نہیں دلایا۔ الٹا وار اس پر کیا۔'' رمیز کو تو کانچ سی نگہم کی حالت پر افسوس ہو رہا تھا۔ جو کتنی حساس تھی اور یوں اچانک شہر یار کا انداز؟ وہ تو مرنے کے قریب ہی ہوگئی۔

''شہر یار! نگہم بہت حساس ہے۔ اس کے ساتھ وہ سب ہوا ہے جو ایک لڑکی برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کا یہ ردعمل فطری تھا۔''

''مجھ پر شک کر رہی تھی۔'' اس نے پہلو بدلا۔

''تم نے کام ہی شک والے کیے ہیں۔ یہ کیا رباب کا چکر نکالا ہے۔''

''میں تو اسے بس تنگ کر رہا تھا۔'' وہ منمنایا۔

''بس بہت کر لیا تنگ۔ اگر تم چاہتے ہو کہ معاملہ نگہم کے والدین تک نہ پہنچے تو فوراً نگہم کو منا لو۔''

''یار مم میں کیسے؟'' وہ تھکا تھکا سا بولا۔

''یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ لیکن منانا تمہیں ضرور ہے۔'' رمیز نے دوٹوک کہا۔

شہر یار عجیب الجھن میں پڑ گیا۔ پہلے تو اسے اتنی بے چینی نہ تھی مگر اب بڑھ گئی تھی اور نگہم کا سامنا کرنا اس کے لیے پل صراط سے کم نہ لگ رہا تھا۔

دوسرے دن جا کر نگہم کی حالت بہتر ہوئی تو ثروت بیگم نے تشکر بھری سانس بھری۔ ورنہ تو کل سے ان کے لیے دن رات کاٹنا مشکل ہو رہا تھا۔ شکرانے کے نوافل پڑھنے وہ اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں۔ نگہم ڈبل تکیوں کے سہارے کم زور کم زور سی لیٹی تھی۔ سلکی دراز بال تکیوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ فسوں خیز آنکھوں کی جوت ماند تھی۔ رنگت کملا سی گئی تھی۔ رو رو کر آنکھوں کے گوشے سیاہ پڑ گئے تھے۔

''اب کیسا فیل کر رہی ہیں۔'' شہر یار اسے تفصیلی دیکھنے کے بعد گویا ہوا۔

''مارنے میں کسر آپ نے بالکل نہیں چھوڑی تھی۔'' نخوت زدہ سی پھنکاری۔

''نگہم! آئی ایم رئیلی سوسوری بٹ......''

''بس کریں اپنی یہ معافیاں۔ میں آپ کے لیے ناپسندیدہ ہوں۔ چلی جاؤں گی یہاں سے' کبھی نہ آنے کے لیے۔'' حلق میں آنسوؤں کا پھندا پڑا۔

''نگہم، نگہم، تم نے سوچا بھی کیسے؟'' وہ تڑپ کر اس کے پہلو میں ہی آ بیٹھا۔

''سوچ تو میں پہلے سے رہی تھی۔ ایک عام سی لڑکی سے کیسے شادی کر سکتے ہیں۔ آپ...... میں ہوں ہی نہیں اس قابل۔ شروع سے رد کی جانے والی ہستی رہی ہوں۔'' آنسو تو اتر سے آنکھوں کے گوشوں سے بہنے لگے۔

''نہیں ہو تم عام...... بلکہ میرے لیے بہت خاص ہو۔ اتنی خاص ہو کہ کوئی میرے دل سے پوچھے۔'' شہر یار نے اس کے نرم و نازک ہاتھوں پر اپنا مضبوط دایاں ہاتھ رکھا جو نگہم نے جھٹکے سے چھڑا لیا۔

''میں اتنی بے وقوف نہیں ہوں کہ آپ کی باتوں میں آ جاؤں۔'' وہ دھاڑی۔

''پلیز نگہم! میری بات کا یقین کرو۔ ہر بات پہلے سے مت سوچ لیا کرو کسی کے بارے میں۔ اگر مجھے خوب صورت لڑکیوں میں سے کسی سے بھی شادی کرنی ہوتی تو بہت پہلے کر چکا ہوتا۔'' وہ بھی بھنا گیا۔ ''میرا ہمیشہ سے انتخاب سادگی سے پر اور بناوٹ و تصنع سے پاک لڑکی کا رہا ہے۔ اور مجھے تم مل بھی گئیں۔''

''میں نہیں مان سکتی۔ آپ کو سادہ سی لڑکی پسند ہو۔'' وہ نفی کرنے لگی۔ بمشکل اٹھ کر بیٹھی تھی۔ شہر یار اس کے خاصے نزدیک بیٹھا تھا۔ ''لڑکوں کو تو جدید اسٹائلش کپڑوں میں رہنے والی فیشن زدہ لڑکی پسند ہوتی ہے۔''

''مگر میں ان لڑکوں سے مختلف ہوں۔ میری سوچیں' میرا انداز اور میرا انتخاب لائف پارٹنر کا سادہ ہی رہا ہے۔ رمیز کی بہن کی شادی میں تم مجھے اچانک ہی نظر آئی تھیں۔ لیکن مجھے اس وقت یہ نہیں پتا تھا کہ تم جوہی بھابی کی بہن ہو۔''

''اس جوہی کی بچی نے مجھے پھنسایا ہے۔'' وہ دانت پیسنے لگی۔

''جوہی بھابی سے ہی مجھے تمہارے متعلق پتہ چلا تھا۔ تم مجھے کیا سمجھتی ہو۔ اور کیوں مجھ سے دور رہتی ہو۔''

''اس لیے رہتی تھی کہ مجھے رد کیا جانا برداشت نہ تھا۔''

''دیکھو نگہم! تم اپنے دل و دماغ سے یہ ساری خرافات نکال دو۔ میں تمہیں سچے دل سے چاہتا ہوں۔ اور تم ان حسین لڑکیوں سے نا صرف ایک حسین لڑکی ہو۔ جس میں ساری اچھائیاں ہیں۔ نماز کی تم پابند ہو۔ اخلاق کی تم اچھی ہو۔ اور سب سے بڑھ کر تم سلیقہ شعار ہو۔ میرے گھر میں آ کر تم ایڈجسٹ ہوگئی ہو۔'' شہر یار نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھ میں تھام کر اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھا جو حیرانگی سے دیکھ رہی تھیں۔ اس کی سماعتوں نے جو سنا کیا وہ سچ تھا۔

''تمہارا اور میرا جوڑ اوپر والے نے پہلے سے بنایا ہوا تھا۔ وہ سب جو تمہارے ساتھ ہوا۔ وہ قسمت میں لکھا تھا۔ اس طرح ہو کر تو تم میرے پاس آئی ہو۔ اور میں اوپر والے کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ جو میں نے چاہا وہ پا لیا ہے۔ شہر یار صرف تمہارا ہے۔ تن من دھن سے اور تم میری ہو۔''

''پھر وہ رباب۔'' وہ جھجک کر پوچھنے لگی۔

''یہ رباب بھی نا کباب میں ہڈی بن گئی ہے۔ یار میری آفس میں سیکرٹری ہے۔ لیکن ایسا کوئی چکر نہیں ہے۔''

''پھر وہ فون۔'' مارے حیا کے اس کی نگاہ بھی نہیں اٹھ رہی تھی۔

''وہ سب ڈرامہ تھا۔'' وہ ہنسا۔

''آپ کے ڈرامے نے تو میری جان ہی لے لی تھی۔'' اس نے شہر یار کو گھورا۔

''میری جان کی جان کوئی لے کر تو دیکھے۔ جان سے نہ مار دوں گا۔'' اس پر شوخی سوار ہونے لگی۔ نگہم کو گھبراہٹ ہونے لگی۔ شہر یار نے مسکراتی نگاہ اس پر ڈالی۔

''گھبراؤ نہیں۔ بیمار ہو۔ اس لیے خیال کر رہا ہوں۔'' معنی خیزی سے گویا ہوا۔

نگہم نے جھینپ کر شہر یار کے شانے پر سر ٹکا دیا۔ اس نے نگہم کو اپنے حصار میں لے لیا۔

''کبھی بھولے سے بھی مت یہ سوچنا کہ تم میری پسندیدہ نہیں ہو۔ کیوں کہ پسندیدہ بندوں کو اوپر والا آزمائش میں ڈالتا ہے۔ جو کچھ تم نے برداشت کیا...... سہا۔ اس کا انعام اوپر والے نے یہ دیا کہ تمہیں اور مجھے ملا دیا۔''

''میری دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر لڑکی کا نصیب میرے جیسا ہو۔ چاہنے والا جیون ساتھی ملے۔'' نگہم نے دعائیہ انداز میں کہا۔

''آمین۔'' شہر یار نے کہا۔ نگہم نے وفور مسرت سے آنکھیں بند کر لیں۔ آج اسے اس کا انعام مل گیا تھا۔

اور وہ جوہی اور رمیز کو دعائیں دینے لگی۔

❁